وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ (ھود:120)

ترجمہ: اور ہم آپ کو رسولوں کی تمام خبریں بیان فرماتے ہیں جن سے ہم آپ کے دل کو تسکین دیتے ہیں۔

تذکارِ محبوبِ سبحانی

(النُّورُ الرَّبَّانی فِی مدح المَحبوب السُبحانی)

حضور غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے احوال و کمالات، تصرفات و کرامات اور سلوک و تعلیمات پر مبنی

ایمان افروز تذکرہ

تالیف:

فاضل اجل حضرت علامہ مولانا غلام قادر بھیروی چشتی سیالوی

(1849ء-1909ء)

ترتیب وتصحیح وتقدیم:

علامہ محمد شہزاد المجددی السیفی

دار الاخلاص

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ (ھود:120)

ترجمہ: اور ہم آپ کو رسولوں کی تمام خبریں بیان فرماتے ہیں جن سے ہم آپ کے دل کو تسکین دیتے ہیں۔

تذکارِ محبوبِ سبحانی

(النُّورُ الرَّبَّانِی فِی مدح المَحبوب السُبحانی)

حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ السید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے احوال کمالات تصرفات وکرامات اور سلوک وتعلیمات پر مبنی

ایمان افروز تذکرہ

تالیف:

فاضلِ اجل حضرت علامہ مولانا غلام قادر بھیروی چشتی سیالوی

(1849ء-1909ء)

ترتیب وتصحیح وتقدیم:

علامہ محمد شہزاد المجددی السیفی

دار الاخلاص لاہور

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیضانِ نظر: مرشدنا حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن امام خراسانی رحمہ اللہ

بطفیلِ تصرف: صوفی بے مثل حضرت صوفی کندل صاحب قندوزی نقشبندی قدس سرہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب ________ تذکار محبوب سبحانی

تالیف ________ غلام قادر بھیروی چشتی سیالوی ؒ

ترتیب و تصحیح ________ علامہ محمد شہزاد مجددی

تاریخ طباعت ________ ربیع الثانی 1443ھ نومبر 2022ء

صفحات ________ 104

قیمت ________

ملنے کا پتہ

دار الاخلاص لاہور (مرکز تحقیق اسلامی)

ملحق جامع مسجد نور پنجاب سوسائٹی، غازی روڈ، لاہور۔

allamashahzadmujaddidisaifi

Darulikhlas.org 0313-4456644

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

پیش نظر عجالہ نافعہ، حضرت حکیم اہل سنت

حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

کے عرس نومبر 2022ء کی مناسبت سے

شائع کیا جا رہا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

رباعی

مرا بده تو خدایا دریں خجستہ سفر
ہزار نصرت و شادی ہزار فتح و ظفر
بحرمتِ سہ محمد ، بحقِ چار علی
بدو حسن و حسین و بموسیٰ و جعفر

(شاہ ابوسعید ابوالخیر رحمہٗ اللہ)

أفلتْ شُمُوسُ الاوّلینَ و شَمْسُنا

غروب ہو گئے آفتاب پہلے لوگوں کے اور ہمارا آفتاب

أبداً علی أفق العلی لا تغربُ

ہمیشہ آسمان بلندی پر ہے غروب نہیں کرے گا

(سیدنا عبدالقادر جیلانی)

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

تقدیم مرتب

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الۡقَادِرِ الۡکَرِیۡم ۞
والصَّلاۃُ والسَّلامُ علیٰ حبِیبہ الرَّحیم وَعلیٰ آلِہ واَصۡحابہ اجمعین۔

اللہ قادر مطلق کے نام سے جو ہر ممکن پر قادر ہے اور اس کے پیارے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ذکر پاک کی برکتوں کے ساتھ اور آل اطہار واصحاب کرام علیہم الرضوان کے فیوضات والتفات کی امید رکھتے ہوئے عرض ہے کہ اولیاء اُمت میں حضرت پیران پیر، محبوب سبحانی، غوث الثقلین سیدنا الشیخ سید عبد القادر الجیلانی رحمہٗ اللہ تعالیٰ کا مقام ومرتبہ کسی بھی صاحبِ حال سے پوشیدہ نہیں ہے۔ بارگاہ القادر سے جو قربت ومحبوبیت اس امت کے اولیاء کرام میں آپ کو نصیب ہوئی وہ کم ہی کسی اور کے حصہ میں آسکی ہے۔ چنانچہ تاریخ تصوف میں تین ہی بڑے بزرگ ایسے ہوئے ہیں جن کو محبوبیت کے القاب کے ساتھ مخصوص سمجھا جاتا ہے، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا لقب محبوب سبحانی ہے، جبکہ خواجہ نظام الدین اولیاء کو محبوب الٰہی اور سلطان اشرف جہانگیر سمنانی کو محبوب یزدانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم رحمہٗ اللہ تعالیٰ مقامات وکمالاتِ ولایت میں ایسی منفرد شان کے حامل ہیں جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ریاضات ومجاہدات، جہاد بالنفس،

عبادت وعبودیت، اصلاحِ احوال، اتباعِ شریعت وطریقت، حقائق و معارف اور تسلیم ورضا کے باب میں آپ یکتا ویگانہ ہیں۔علوم ظاہری وباطنی کے بیان سے لے کر، تدریس وتحریر، وعظ وتقریر اور خیرخواہی خلق کے حوالے سے آپ نے فیوض وبرکات اور نفع رسانی عالم کا ایک عظیم سلسلہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔آپ کی اپنی تصنیفات وتالیفات اور ملفوظات کے علاوہ آپ کی سیرت وسوانح پر مشتمل کتب بھی سینکڑوں کی تعداد میں ہیں جو اپنی جگہ ،غوثیت شناسی، کے لیے اہم مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔امت کے اکابر ائمہ اور اجلہ اولیاء نے شرف وسعادت کے حصول کی نیت سے حضرت پیران پیر قدس سرہ کے سیرت وسوانح اور حیات وتعلیمات پر مبنی کتب تالیف فرمائی ہیں۔جن میں امام عبداللہ یافعی ، علامہ شطنوفی ،علامہ یحیٰ التاذفی، حافظ ابن حجر عسقلانی ،ملاعلی القاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ جیسے محدثین اور فقہاء بھی شامل ہیں۔یادرہے کہ حضرت محبوب سبحانی کے عقیدت مندوں اور حاشیہ برداروں میں ایک نام علامہ ابن تیمیہ الحرانی کا بھی ہے جو فتوح الغیب کے محشی بھی ہیں۔ابن تیمیہ ایک واسطہ سے نا صرف شیخ جیلاں کے مرید وخلیفہ بلکہ ایک قادری صوفی بھی ہیں، جبکہ اکثر انھیں تصوف کا ایک ناقد ہی سمجھا جاتا ہے۔

پیش نظر مختصر کاوش بھی اسی سلسہ عقیدت ومحبت کی کتابی صورت ہے، جسے فاضل اجل حضرت علامہ مولانا غلام قادر بھیروی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے مرتب فرما کے اپنی عمر کے آخری سال یعنی 1909ء میں طبع کروایا تھا۔حضرت مؤلف کی بارگاہِ غوثیت سے والہانہ عقیدت کتاب کی سطر سطر سے عیاں ہے اور باوجود بہت بلند مرتبہ چشتی نسبت کے باطنی تعلق ووابستگی کا اندازہ بھی اہل حال باآسانی لگا سکتے ہیں۔علامہ بھیروی نے سوانحی احوال یا فرامین کے بیان پر ہی اکتفانہیں کیا بلکہ دیگر اکابر عرفاء جیسے شیخ اکبر محی الدین ابن

العربی رحمہٗ اللہ وغیرہ کے اقوال سے بعض مقامات کی عارفانہ توضیحات بھی فرمادی ہیں۔ آخر میں رسالہ غوثیہ جو الہامات شیخ پر مبنی اہم ترین دستاویز سمجھی جاتی ہے، کو بھی رسالہ کی زینت بنایا ہے اور ساتھ اس کی برکات اور فوائد بھی درج کردیئے ہیں۔ ہم نے اس کا اردو ترجمہ بھی پیش نظر جدید طباعت میں شامل کردیا ہے تاکہ اردو خواں طبقہ بھی اس کی ظاہری ومعنوی برکات سے بہرہ یاب ہوسکے۔ کتاب کا تقریباً 110 سالہ قدیم طرز تحریر علمی، ثقیل اور ادق ہونے کی بنا پر عام قاری کے لیے نا قابل فہم اور کہیں مطالعہ واستفادہ کی راہ میں رکاوٹ محسوس ہوا تو راقم مرتب نے رموز واشارات اور تسہیل متن کے ذریعہ کہیں کہیں اس مشکل کو آسانی میں بدلنے کی کوشش کی ہے۔ دارالاخلاص لاہور کے زیر اہتمام اس رسالہ ''نور الربانی فی مدح المحبوب السبحانی'' کی جدید اشاعت کسی اعزاز سے کم نہیں۔ بارگاہ القادر والقدیر میں التجا ہے کہ بندہ قادر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہٗ اللہ تعالیٰ کے طفیل اس کاوش کو قبولیت سے نواز کر باعث افادۂ خلق بنائے آمین، آمین، آمین

یا ارحم الرّاحمین بجاہ النّبی الحبیب الامین علیہ التحیۃ والتحسین۔

بندۂ رب جواد، محمد شہزاد مجددی سیفی

قادری، اشرفی تجاوز اللہ عن عیوبہ الخفی والجلی

5 ربیع الثانی 1443ھ نومبر 2022ء

دارالاخلاص، لاہور

سگِ درگاہِ میراں شو چو خواہی قرب ربانی
کہ برشیراں شرف دارد سگ درگاہِ جیلانی

(خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ)

تعارف حضرت مؤلف

عارف باللہ، قطب لاہور حضرت مولانا غلام قادر ہاشمی سیالوی بھیروی کا شمار عالم اسلام کے مشہور ومعروف اولیاء وعلماء میں ہوتا ہے۔

ولادت

مولانا غلام قادر بھیروی کی ولادت 1265ھ مطابق 1849ء بھیرہ شریف ضلع سرگودھا پاکستان میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت مرکز الاولیاء لاہور میں ہوئی، بعد ازاں ہند اور پاکستان کے نامور علمائے کرام کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ علامہ حافظ غلام محی الدین بگوی نقشبندی اور صدر الصدور مفتی صدر الدین آزردہ کا نام نمایاں ہے۔ آپ عرصہ دراز تک جامعہ نعمانیہ لاہور (نزد شاہی مسجد) میں تدریس فرماتے رہے۔

بیعت وخلافت

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں شمس العارفین خواجہ شمس الدین چشتی سیالوی سے بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ بحرِ علوم وفنون تھے۔ آپ کو قطبِ لاہور کہا جاتا تھا۔

تصانیف:

آپ نے کئی کتب بھی تحریر فرمائیں، جن میں، نور ربانی فی مدح محبوب السبحانی (تذکار سیدنا غوث الاعظم جیلانی) زیرنظر کے علاوہ اسلام کی گیارہ کتابیں

- شَمسُ الضُّحیٰ فِی مَدحِ خَیرِ الوَریٰ
- حقیقتِ انوارِ محمدیہ
- نماز حضوری
- نماز ضروری
- ختمات خواجگان
- شمس الحنفیہ بجواب نور الحنفیہ وغیرہ مشہور تصانیف ہیں۔

تلامذہ:

مولانا ضیاء الدین احمد مدنی، مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی اور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری آپ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔

وفات:

آپ نے 19 ربیع الاول 1327ھ مطابق 10 اپریل 1909ء کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک بیگم شاہی مسجد اندرون شہر لاہور پاکستان میں مَرجَعِ خَلائق ہے۔[1][2][3]

حوالہ جات:

1. تذکرہ اکابر اہل سنت: محمد عبد الحکیم شرف قادری: صفحہ 326 نوری کتب خانہ لاہور
2. سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 1/613،
3. فیضانِ شمس العارفین صفحہ 64 مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد و سپاس اس ذات پاک پروردگار پر نثار ہے جس نے اپنی کلام معجز نظام واسطے ارشاد کے ہر ایک گم کردہ راہ رشاد کو سنائی۔ اور بذریعہ انبیائے عظام و اولیائے کرام تبین حلال و حرام کر کے و شریعت و حقیقت کی اساس محکم فرما کر بنیاد سداد کی جمائی۔ اور نعت سرور کائنات سید السّادات خاتم الرسل ہادی السُبل مقتدائے کُل فی الکل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر ذی سعادت کا شعار ہے۔ اور جبہ سائی و خاک بوسی عتبات عالیاتِ آلِ مطہر صاحبِ لولاک کی باعثِ اعزاز و افتخار ہے اور فرمان برداری فرمان روایان اقلیم دین متین کی جو خیر خواہ و ہوادار و جان نثارِ دربارِ دُرربارِ مصطفوی کے ہیں' عین شرافت ہر تاجدار ہے۔ امّا بعد! پس عرصہ دراز سے اِس احقر العباد کے خاطر فاطر میں مرکوز تھا کہ کلماتِ طیباتِ غوث الثقلین' نور المشرقین والمغربین مصرّف الامور و مقلب الاعیان صاحب السر المکتوم' واقف الغیب المختوم محبوب ربّانی قطب صمدانی مسلّم الیہ احکام التصریف فی کل قریب دُوانی' قدوۃ السالکین' امام الصدّیقین' حجۃ العارفین' صدر المقربین' الواعظ بلسانین' المنور نیورین' شمس المغانی' بدر المغانی السلطان السّید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرّہٗ کے بزبان اُردو آویزۂ گوش ہوش غلامان خدم و حشم دربار عالی کے کروں' مگر بباعث کم استطاعت و بضاعت مزجات و بخوف سوءِ ادبی قال بے محل کے جرأت قیام اس مقام میں نہ کر سکتا تھا' لیکن جب دریائے فیض اتم و کرم اعم حضور پر نور حضرت غوثیہ عالیہ کا موجزن

تھا۔ اور ایک رشحہ اُس بحر ناپیدا کنار کا اس عاجز و کمترین کی زشتی کا مزیل ہوا یعنی ایک مقدمہ نازک جس کی تفصیل علیحدہ پرچہ میں دوں گا افترائے محض میرے عزیزوں پر کسی مفسد نے قائم کر دکھایا تھا وہ بہ برکت توجہ و کرم حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہء خواجگان خواجہ معین الدین سنجری اجمیری قدس اللہ سرّہٗ کے اس طرح فیصل ہوا کہ کرامت حضرات کی عیاں ہوگئی' اور قبل پیشی اس مقدمہ کے خدمت میں صاحبزادگان عالی تبار سیّد چن پیر صاحب جانشین و جگر پارہ جناب پیر سید بہادر شاہ صاحب و پیر سید امیر شاہ صاحب جانشین و جگر پارہ جناب پیر سیّد حیدر شاہ صاحب' بندہ نے حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ آپ جناب حضور انور حضرت غوثیہ عالیہ میں التجا کرو کیونکہ اپنے جگر پارہ کی عرض پر سب سے پہلے التفات فرماتے ہیں' دونوں صاحبزادوں نے تسلّی و تشفی دیکر فرمایا تھا کہ دل و جان سے دربار عالی میں عرض کرینگے' اور یقین کامل ہے کہ صاحب دربار محبوب ربانی عرض منظور فرمائیں گے چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا' علاوہ بریں جناب پیر سیّد امیر شاہ صاحب سے بیش تر التماس کی گئی تھی' کہ اگر آپ ایک رسالہ در بیان شان حضرت غوثیہ عالیہ چھپوائیں تو نہایت خوشی کی بات ہے' آپ نے وعدہ فرمایا تھا' اب جب زیادہ تر جوش طبیعت میں اس کم ترین کے آیا کہ یہ کار خیر جلدی سرانجام ہو جائے تو آپ نے حسب وعدہ کار فرمایا واضح ہو کہ بہت کتابیں حضرت محبوب ربانی و غوث صمدانی حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرّہ کے مناقب میں لکھی گئی ہیں۔ قدیم سے بڑے بڑے فاضل مشائخ عمدہ کتابیں عربی و فارسی زبان میں لکھ گئے ہیں۔ اور بہت رسائل اُردو میں موجود ہیں اور اکثر کرامات و خرق عادات بذریعہ اُن کتابوں اور رسائل کے گوش زد عام و خاص کے ہیں' اور اہل سعادت فراخور حوصلہ استعداد یقین و خوش اعتقادی کے اپنا اپنا حِصّہ حاصل کر رہے ہیں' دل میں ہے

کہ اوّلاً مقدمہ اجمالی حال اہل اللہ کا لکھا جائے بعدہ مقصد میں خاص حالات اُس دربار کے جو اولیاء اللہ کو معلوم ہیں اور اپنی کتب میں درج کر گئے ہیں' اور فتوح الغیب و بھجت الاسرار میں حضرت اقدس سے منقول ہیں تحریر ہوں اور خاتمہ میں نسب نامہٗ عالی حضرات امامین شہیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تا حضرات پیران بہیر ابطور شجرہ کے لکھا جاوے' تا کہ عوام کو اس سلسلہ عالیہ سے یاد کرنے اور پڑھنے میں اشتباہ دوقت نہ ہو۔

تمہید

شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرّہٗ نے کتاب ''انسانِ کامل'' میں لکھا ہے کہ امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبہا الاف تحیۃ کے سات مراتب ہیں۔

۱۔اسلام ۲۔ایمان ۳۔صلاح ۴۔احسان ۵۔شہادت ۶۔صدّیقیت ۷۔قُربت

اور بناء اسلام کے پانچ ہیں۔ ۱۔کہنا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ کا۔ ۲۔قائم کرنا نماز کا۔ ۳۔روزے رکھنے ماہ رمضان مبارک کے۔ ۴۔ادا کرنا زکوٰۃ کا۔ ۵۔حج کرنا کعبۃ اللہ کا۔ اور ایمان کے دو رکن ہیں۔ دل سے تصدیق کرنا ہر ایک چیز کا جو کچھ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے مُجمل و مفصل یعنی جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجمل بیان فرمایا ہے' اُس کے ساتھ تصدیق و ایمان مجمل لانا اور جو کچھ مفصل لائے ہیں' اُس کے ساتھ تصدیق مفصل کرنی۔ جملہ احکام شریعت کے مفصّل ہیں جب تک سب کے ساتھ تصدیق نہ ہووے گی ایمان نہ ہووے گا۔اور صلاح میں مزید بر ایمان یہ ہے' کہ عبادت دائیم کرنی بشرط خوف و رجاء از جناب باری تعالیٰ اور احسان میں علاوہ برآن استقامت کرنی ہے' سات حالات پر ۱۔توبہ ۲۔اِنَابَت ۳۔زُھدو وَرَع ۴۔

توکُّل ۵۔رضا ۶۔تفویض ۷۔اخلاص۔یعنی عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے کرنی جس میں غیر کا خیال نہ آئے اور شہادت میں علاوہ براں ارادت ہے' اور ارادت کے تین شرائط ہیں۔ ۱۔محبت خدا تعالیٰ کی بلا عِلّت ۲۔دوام ذکر اللہ تعالیٰ کا بلا فتور و سکون ۳۔مخالفت نفس کی بلا رخصت یعنی نفس کی مخالفت کرنے میں ناجائز یا غیر واجب بات نہ کرے جس میں خلاف شرع کے کوئی بات پائی جائے یا ثواب اُس کا کم ہو جاوے۔

فائدہ: شریعت میں دو حکم ہیں ایک عزیمت دوسرا رُخصت عزیمت اصل حکم ہے اور رخصت میں اجازت تاخیر کی ہے جیسے روزے رکھنے ماہ رمضان کے سفر میں عزیمت ہے اور افطار رخصت ہے' پس اگر سفر میں مسافر روزے رکھے تو ثواب بڑا ہے اور اگر نہ رکھے اور جب سفر تمام کر کے مقیم ہو جاوے تب رکھے تو رخصت ہے' مگر ثواب اُس سے کم ہے' اور صدیقیت میں علاوہ بران معرفت ہے' اور معرفت کے تین درجہ ہیں۔ ۱۔علم الیقین ۲۔عین الیقین ۳۔حق الیقین۔ اور ہر ایک درجہ کی سات سات شرائط ہیں۔ ۱۔فناء ۲۔بقاء ۳۔معرفت ذات بلحاظ تجلّی اسماء ۴۔معرفت ذات بلحاظ تجلّی صفات ۵۔معرفت ذات بلحاظ ذات محض، ۶۔معرفت اسماء وصفات باعتبار ذات ۷۔معرفت ذات باعتبار اتصاف بالاسماء وَالصّفات اور قربت میں علاوہ بران ولایت کبریٰ ہے' اور ولایت کبریٰ کے چار درجہ ہیں۔ ۱۔خلّت جو مقام ابراھیمی ہے وَمَنْ دَخَلَہ' کَانَ اٰمِنًا (آل عمران: 200)۔ یعنی جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔ ۲۔حُبّ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ظاہر ہوئی ہے' اور اللہ تعالیٰ نے ادن کو حبیب لقب دیا۔ ۳۔خِتام یہ مقام محمدی ہے۔ اس مقام میں لِواء الحمد قائم ہوا ہے۔ ۴۔مقام عبودیت ہے اس درجہ میں اللہ تعالیٰ نے

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرَیٰ بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَی الْمَسْجِدِ الْأَقْصَیٰ (الاسراء: 1) فرمایا۔ اور اسی درجہ میں نبی و رسول بن کر خلقت کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے تا کہ رحمۃ للعالمین ہوں۔ اور باقی عارفین آپ کے خلفاء ہیں۔

تتمہ تمہید

محبت خدا تعالیٰ کی تین قسم پر ہے۔ ۱۔ محبت فعلی اور ۲۔ محبت صفاتی اور ۳۔ محبت ذاتی۔

محبت فعلی عوام کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو احسان کے سبب دوست رکھتے ہیں اور محبت صفاتی خواص کی ہے' کہ اللہ تعالیٰ کو صفات جمالی وجلالی کے سبب دوست رکھتے ہیں۔ اور محبت اُن کی خالی از عِلّت ہوتی ہے۔ اور محبت ذاتی تعشّق ذاتی کا نام ہے' کہ معشوق کے انوار عاشق پر طلوع کرتے ہیں' تو عاشق بصورت معشوق جلوہ گر ہوتا ہے' جیسا کہ شکل روح بصورت جسد بباعث تعشق ذاتی کے ہے۔ محبت عوام کی فعلی ہے' اور محبت شہداء کی صفاتی ہے' اور محبت مقربین کی ذاتی۔ اور معرفت یعنی حقیقت مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ مُقام صدّیق کا ہے۔ اور مقامات معرفت کے تین ہیں۔ علم الیقین' عین الیقین اور حق الیقین اور صدیق بعد انقلابات اتصاف بالاسماء والصّفات کے صاحب حقیقۃ الیقین کا ہو جاتا ہے۔ یہ اوّل مقامات مقربین کا ہے' اور قربت تمکن ہے ولی کا قریب تمکن اللہ تعالیٰ کے در صفات حق پس قربت نام ہے۔ ظہور العبد کا فی تنوعات اسماء والصّفات قریب ظہور حق کے۔ کیونکہ صفۃ اللہ تعالیٰ کو مستوفی نہیں ہوسکتا۔ مگر جب عبد تصرف کرتا ہے تو کوئی شئے اُسکا عصیان نہیں کرتی ہی اِحْیَاءُ الْمَوْتٰی (مردوں کو زندہ کرنا) اور اِبْدَاءُ الْأَكْمَهَ (مادرزاد اندھے کو بینا کرنا اور

اِبْو ائِ الاَبْرِ (جذام والوں کو اچھا کرنا) کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ولی اللہ جوار اللہ تعالیٰ میں ہے۔اور جو شخص جوار اللہ تعالیٰ میں ہوتا ہے اُس کی مشیّت وارادہ کے مطابق ظہور ہوتا ہے جیسے اہل جنت جنّت میں جو چاہیں گے وہ ہوئے گا۔

قطعہ

حق را اگر بچشم اگرچہ ندیدہ اند	از دیدن جمال محمّد شناختند
اورا بچشم دیدہ و نشا ختند ازاں	ازصورتش عشاوہ معنیش ساختند

مقدمہ

فصل:۔ قال اللہ تعالیٰ یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ : 120) یعنی خدا تعالیٰ اُن کو دوست رکھتا ہے اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔اس آیت کریمہ میں اضافت محبت کی اوّلاً بسوے خداے تعالیٰ ہے اور ثانیاً بسوے عباد جس سے صاف معلوم ہوا کہ محبت وصف اولیٰ خدائے تعالیٰ پاک کی ہے (مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ)

عشق ہر چند بین بین آمد　　میل وجذبے ز جانبین آمد
لیک عشق حق است اصل دراں　　پر تو ِ آن فتادہ بر دگراں
تابراہل طلب خدائے مجید　　متجلی نشد باسم مرید
بارادت کسے نشد موصوف　　بحبت کسے نشد موصوف
ذات حق باہمہ صفات بہم　　جزوحوب ووجود نعت قدم
ازحقایق باسرہا ساریست　　درمجاری جسم وجان جاریست

لیک پردہ زروی خودنکشاد | ہیچ جا جز بقدر استعداد
آن یکے مستعد دانائی | وآن دگر قابل توانائی
علم ودانش ازاں یکے زدسر | فِعل وقدرت نموداز ان دگر
شد یکے مظہرارادت وخواست | شیوۂ عاشقی ازو برخاست
تاخت بروے جمال عزّوقدم | دررہ عاشقی نہاد قدم

حضرت غوث اعظم قدس سرّہُ الافخم مقالہ ۴۰ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں:

وَ یُرَدُّ عَلَیکَ لِتَکوِینُ تَکوِیْن (پیدا کرنا اشیاء کا) تجھ پر رد کیا جاتا ہے۔ فَتَکُوْنُ کُلّیتُکَ قُدْرَۃً پس تو سارا قدرت ہی بن جاتا ہے۔[1] شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شارح لکھتے ہیں' کہ جب ولی اللہ مضیق (تنگی) بشریت سے خارج ہو کر میدان قدرت الٰہی میں فائز ہوتا ہے تو اُس کو یہ مرتبہ وکرامت عطا ہوتی ہے۔ کہ اشیاء کو بدوں اسباب عادی کے اُس کے ہاتھ پر ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ سب مؤمنین بہشت میں اسی اقتدار پر ہوویں گے۔ بہشت مقام قدرت کا ہے کہ قدرت وہاں ظاہر ہوگی اور حکمت مخفی۔ اور عالم دنیا میں قدرت مخفی ہے۔ اور اولیاء اللہ کاملین کہ عادات ورسوم سے گذر کر فانی ہوجاتے ہیں تو عالم دنیا میں بھی قبل از دخول در جنت مظہر تجلی اسم قدیر کے ہوجاتے ہیں اور دراصطلاح صوفیہ کرام اِس کامل کو عبدالقادر کہتے ہیں۔ الخ فقیر کا خیال ہے کہ وجہ ندائے حضرت غوثیہ عالیہ میں باسم عبدالقادر جو وظائف واوراد میں بروقت طلب حل مشکلات پڑھتے ہیں۔ یَاشَیخ عَبْدَالْقَادِرْ جیلَانِی شَیْئاً لِلّٰہِ ط یہی ہے کہ عندالحاجت حضرت کو اس اسم کے ساتھ پکارنا مناسب ہے کہ اون کو اِس اقتدار کی وصف میں یاد کرنا موجب توجہ قدرت حق کا ہے۔

---

[1] ۔حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (م۔1054ھ)۔شارح فتوح الغیب کی طرف اشارہ ہے۔

شیخ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ باب ۱۳ کتاب "انسان کامل" میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر کسی اسم میں تجلی فرماتا ہے تو بندہ اُس کے نور میں مضمحل وفانی ہوجاتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص اُس حالت میں اللہ کو پکارے تو بندہ اُس کا جواب دیتا ہے۔ اور اگر بندہ ترقی کرکے بمقام بقاء واصل ہو تو اللہ تعالیٰ اُس بندہ کے پکارنیوالے کو جواب دیتا ہے۔ پس اگر کوئی یا مُحمّد! کہے گا تو اللہ تعالیٰ جواب میں لبیّک فرماوے گا۔

فصل: جب معلوم ہوا کہ محبّت صفت اولیٰ خدا تعالیٰ کی ہے۔ تو اب تعریف حدی یا تصوّر کلّی اُس کا محال ہے اور جس نے کوئی تعریف محبت کی کی ہے تو اُس نے لوازم وآثار کے ساتھ کی ہے۔ شیخ ابوالعباس بن عریف صنہاجی قدس سرّہٗ فرماتے ہیں کہ غیرت صفت محبت کی ہے اور غیرت پردہ چاہتی ہے سو اسی سبب پوری پوری تعریف محبّت کی ناممکن ہے مسلم الکل (ہر کوئی مانتا) ہے کہ بعض امور قابل حد ہیں اور بعض ناقابل حد۔ محبّت جسکا وصف ہو وہی اس کو جانتا ہے لیکن بیان سے خاموش رہتا ہے۔ اور وجود محبت کا انکار نہیں کرتا۔ محبت بندہ کی یہ اثر دکھاتی ہے کہ سوائے محبوب کے ہر چیز اُس سے محجوب ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے حُبُّکَ الشَّیئَ یُعْمِی وَیُصِمُ [1]۔ ترجمہ: کسی چیز کی محبت تمہیں اندا اور بہرا کردیتی ہے۔ محب کے خزانہ خیال میں سوائے محبوب کے کچھ نہیں سماتا۔ خِیَالُکَ فِیْ عَیْنِیْ وَذِکرُکَ فِیْ فَمِیْ وَمَثْوَاکَ فِیْ قَلْبِیْ فَاَیْنَ تَغِیبُ یعنی تیرا خیال میری آنکھوں میں ہے اور تیرا ذکر میرے مُنہ میں اور تیرا مقام میرے دل میں سو تو اب کہاں پوشیدہ رہیگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ اثر ہے کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَبَصَرً ویدًا ورِجلًا

---

[1]۔ ابوداؤد: کتاب الدب، باب فی الھوی؛ رقم: 5130

یعنی جب بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو اُسکا کان اور نگاہ اور ہاتھ اور پیر بن جاتا ہوں۔ پس اثر محبوبیت ومحبت کا یہی ہوا کہ نور الٰہی قوت مدرکہ بشر پر غالب ہوگیا۔ اور اُسی کو قوت کے آثار جلوہ گر ہوئے۔ ۷۷ اس عالم میں کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی تو سبب اجزا مناسب کے ہوتا ہے۔ استغراق کلی اُس میں نہیں ہوتا باقی اجزا محب کے اپنے اپنے شغل میں مصروف رہتے ہیں۔ خدا کی محبت میں سارا مستغرق ہوجاتا ہے کیونکہ انسان خدا کی صفت پر مخلوق ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ[۱] ترجمہ: بے شک اللہ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے حدیث صحیح ہے جب عاشق محبت خدا میں بالکل مستغرق ہوجاتا ہے تو حضرت الٰہیہ اُس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ پس جملہ اسماء الٰہیہ اُس انسان میں جلوہ گر ہوتے ہیں، اور وہ متخلق بالاسماء ہوتا ہے اور اصطلاح صوفیہ میں اِس انسان کو ابوالوقت کہتے ہیں کہ اُس پر جمیع اسماء وصفات کا غلبہ ہو، اور ابن الوقت وہ ہے۔ کہ ایک اسم یا صفت کا اُس پر غلبہ ہو۔

فصل: جملہ صفات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب خدا کے ہیں قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: 31)۔ اس پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی کہہ یا محمد کہ اگر تم پیارا رکھتے ہو خدا کو تو میری تابعداری کرو خدا تم سے پیار کریگا۔ اور کوئی فعل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن صفت باری تعالیٰ کے نہیں ہے قُلْ مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ (الاحقاف: 9) یعنی کہہ یا محمدؐ میں نہیں جانتا وہ جو میرے قوت کے ساتھ کیا جائے اور نہ وہ جو تمہاری قوت کے ساتھ کیا جائے۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ (الاحقاف: 9) میں تابع اُسی کا

۱۔ صحیح بخاری: کتاب الاستئذان، باب بدء السلام؛ رقم: 6227

صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھی عن ضرب الوجہ؛ رقم: 6821

ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے اور مقربین بارگاہ محمدی حسب اِتباع نبوی و قرابت مصطفوی محبوب خدا کے ہیں۔ اور اِس قرب و منزلت کو سوائے محبوب ومحب کے کوئی خیال نہیں کرسکتا اور منشاء اس محبت کا خیال کرنے سے اِتنا معلوم ہوتا ہے کہ باعث اس کا ایک امرِ خفی ہے جس کا بیان خارج از امکان ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اسباب محبت کی تشریح فرما کر اور احسان وحُسن وغیرہ کو لکھ کر آخر میں فرمایا کہ مناسب طبع ہوتی ہے اور مناسبت طبعی گاہ ظاہر ہوتی ہے جیسی محبت بچے کی پشے سے وغیر ذالک جنس با جنس اور کبھی پوشیدہ۔ چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس مناسبت مخفی کی طرف اشارہ فرمایا اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْھَا اِیْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْھَا اختَلَفَ [1] یعنی ارواح انبوہ تھے سو جس جس نے باہم پہچانا وہ الفت پذیر ہوئے اور جو انجان رہے وہ مختلف ہوئے۔ یہ پہچان وہی مناسبت مخفی ہے۔

فصل: اعلیٰ مراتب قرب عنداللہ میں مقام عبودیت کا ہے جو بعداز طے مدارج مندرجہ سلوک حاصل ہوتا ہے حسن ادب اس مقام کی علامت ہے۔ اور اس مقام میں توحید حالی جلوہ گر ہوتی ہے۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے مقالہ ۴۰ میں فتوح الغیب میں فرمایا ہے۔ وَتَعقَلُ بِاللہِ وَتَطْمَئِنّ وَتَسکِنُ بِاللہِ فَتَعْمٰی عَمَّا سِوَا لا وَتُصِمُّ عَنْہُ فَلَا تَرَیٰ لَغِیرہٖ وُجُوْدًا ترجمہ: تو خدا کے ساتھ ہی سمجھتا ہے اور خدا کے ساتھ ہی قرار وآرام پکڑتا ہے سو تو ماسوائی سے اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے پس اللہ کے سوا کوئی وجود نہیں دیکھتا یہاں تک سیر الی اللہ ہوتی ہے اس کے بعد سیر فی اللہ ہوتی ہے۔ اور سیر فی اللہ کی انتہا کوئی

---

[1] صحیح بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب الارواح جنود مجندۃ؛ رقم: 3336

نہیں ہے۔ اِھْدِ نَا الصِّرَ اطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحہ:5) یعنی بتا ہم سب کو سیدھی راہ سب کو خواہ مبتدی ہو یا منتھی حکم طلب کرنے زیادتی معرفت کا ہے اور اس مقام والے اعلیٰ متقی ہوتے ہیں کہ غیر کا خیال اُن کی قوّت متخیلہ میں گذرتا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ (حجرات:13) یعنی بڑا معزز تم میں سے خدا تعالیٰ کے ہاں بڑا متقی تمہارا ہے۔ یہ قرب مکانت و مرتبت کا ہے نہ مکان کا اور اس قرب مکانت کو اہل اللہ نے چار قسم پر قرار دیا ہے۔ ایک قرب نوافل۔ دوم قرب فرائض۔ سوم قرب جامع القربین۔ چہارم اعلیٰ و اکمل کل مقامات ہے۔

قرب نوافل میں حق تعالیٰ سمع و بصر و ید و رجل بندہ کا ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث قُدسی کُنْتُ لَہٗ سَمْعاً وَ بصراً[1] میں ہے اور قرب فرائض میں بندہ بمنزلہ حواس کے ہوتا ہے اور اصل فاعل اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ حدیث نبوی میں وارد ہے۔ اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمر[2] یعنی حق حضرت عمرؓ کی زبان پر بولتا ہے اور جامع القربین اس آیت کریمہ میں ہے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رامیتَ ولٰکِنَّ اللّٰہ رَمٰی (الانفال:17) یعنی تم نے نہیں پھینکا جب تم نے پھینکا جب تم نے پھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔ اس مقام میں بندہ و خدا کا فعل بھی ثابت ہے اور نفی فعل بندہ کی چہارم جو اعلیٰ و اکمل مقامات ہے اس میں گنجایش تعدد کی نہیں۔ وہ مقام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور یہی مقام توحید کامل و خلافت کبریٰ کا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الرقاق، باب التواضع؛ رقم:6502

[2] ان الفاظ سے کشف المحجوب میں حدیث منقول ہے جبکہ ترمذی اور دیگر کتب حدیث میں اس سے ملتے جلتے مفہوم میں احادیث وارد ہیں۔ دیکھیے مشکوٰۃ: کتاب المناقب، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ
ترمذی: کتاب المناقب، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ

فصل: ب ۲۶۲ ج ۲: معرفت منزلیت التزام عبودیت کا نام ہے کہ بندہ فعل کو اپنی طرف نسبت کرے اور معرفت حقیقت سلب آثار اوصاف بشریت کا نام ہے کہ بسبب اوصاف باری تعالیٰ کے اثر ونشان فعل بندہ کا نہ رہے اور شریعت طریقہ ظاہر دین کا ہے جس کو انبیائے کرام علیہ السَّلام امر الٰہی سے لائے اور طریقہ انبیاء وہی ہے جو طریق قربت اِلی اللہ کا ہے۔ جو شخص مکارم اخلاق پر قائم ہوے گا وہ شرع رب پر قائم ہے اور شریعت عین حقیقت کا ہے مگر عوام نے جب دیکھا کہ شریعت کے عالم اکثر عام لوگ ہیں اور حقیقت کے قلیل خاص الخاص تو شریعت وحقیقت کو جُدا جُدا خیال کیا اور شریعت احکام ظاہرہ کا نام رکھا۔ اور حقیقت احکام باطنہ کا اور دراصل دونوں ایک ہیں۔ حضرت غوث اعظم قدس سرّہ فرماتے ہیں **کُل حَقِیقَةٍ لَا یَشھَدُلَهُ الشَّرعُ فَھُوَ زَندَقَةٌ** یعنی جس حقیقت کے واسطے شرع گواہی نہ دیوے وہ زندقہ (بے دینی) ہے۔

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد

یعنی حفظ احکام شرع فرض ہے۔ دین ایک ہے شریعت وطریقت وحقیقت اُس کے شعبے ہیں اور مراتب ودرجات جیسا کہ انسان مجموعہ بدن وروح وجان کا نام ہے اور ہر ایک بدن وروح وجان درجات وشعبے ہیں۔

فصل باب ۱۲: فتوحات میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روح مبارک کل کائنات کا قطب واحد ہے اور امداد کرنیوالا جمیع انبیا ورسل واقطاب کا ہے از ابتدائے خلقت آدم علیہ السَّلام تا قیامت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نبی کب ہوئے فرمایا **کُنتُ نَبِیًّا وَ اٰدَمُ بَینَ المَآئِ وَالطِّینِ۔**[1] یعنی میں نبی اُس وقت تھا جب آدم علیہ السَّلام آب و

---

[1] ۔ترمذی: ابواب المناقب، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم؛ رقم: 3609

نوٹ۔ یہ الفاظ کسی بھی مستند روایت میں نہیں ہیں۔ صحیح حدیث میں "وآدم بین الروح والجسد" کے الفاظ ہیں۔

خاک کے مابین تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک اُس وقت مداوی الکلوم تھا یعنی زخموں کی دوا کرنیوالے۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جراحات روحی یعنی ہواداری دنیا وشیطان ونفس کے خبیر وواقف تھے۔ اور نگاہ مبارک آپ کی مکہ معظّمہ میں مقام ولادت کی طرف اور ملک شام کی طرف تھی اب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگاہ مبارک ادہر سے پھیر کر طرف ایک زمین کے فرمائی ہے جو گرمی وخشکی میں نہایت درجہ میں ہے اور کوئی بنی آدم وہاں نہیں پہنچ سکتا۔ مگر بعض اولیاء نے مکہ معظّمہ سے ہی نگاہ ولایت دیکھا ہے۔ بحکم زُوِیَتْ لَهُ الْأَرْضُ اور روح مبارک نبوی کے مظاہر ہیں عالم میں اکمل مظہر قطب زمان میں ہوتا ہے اور افراد میں اور ختم ولایت محمدیہ میں (مہدی آخر الزمان) اور ختم ولایت عامہ میں عیسٰی علیہ السلام میں اور میں اور باب ۶ میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وسہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ وغیرہ محققین اہل کشف نے ذکر کیا ہے کہ اول ارادہ تجلی تیز یر ہی الٰہی کا ہوا ہے حقیقت کلیہ کی طرف تو حقیقت پیدا ہوئی اُس کا نام حیاء ہے۔ پھر حق سبحانہ وتعالٰی نے تجلی نور کی حیاء میں فرمائی تو کل حقایق سے اقرب ''حقیقت محمدیہ'' تھی جس کا نام ''عقل کل'' ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبداء کل عالم کے ہیں اور اوّل ظاہر در وجود از اں نور الٰہی واز ہباء اور عین بدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعین عالم کا تجلی محمدی سے ہوا اور اقرب الناس اُس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جو امام عالم اور سر جملہ انبیاء کے ہیں اور یہ کل صورت عالم کی نمونہ ومثال اُس مطابق ہے جو علم اللہ تعالٰی کا تھا۔ پس اس عالم کی شکل مطابق صورت علمی حق سبحانہ کی ہے۔

باب ۷۷ میں ہے کہ منزلت قطب ایامین کی شناخت ضروری ہے۔ اس مقام میں بعد انبیاء کرام علیہ السّلام کے تمکن رامام حسین ؓ ہیں اور ماسوائے ان کے جو امام ہے وہ اپنے مرتبہ کے اندازہ پر ہے اور ہر قطب کے دو امام وزیر ہوتے ہیں۔ امام یمین کا نام

عبدالرب اور امام الاسید کا نام عبدالملک ہے اور قطب کا نام عبداللہ ہے۔ اگرچہ والدین یا اور لوگوں نے اُنکے نام اور رکھے ہوں جب یہ قطب مجلس قربت و تمکین میں قائم کیا جاتا ہے تو اُسکے واسطے تخت درمیان آسمان و زمین کے نصب کیا جاتا ہے اگر اس تخت کو خلقت دیکھے تو عقل سب کی پریشان ہو جائے وہ قطب اس پر جلوس فرماتا ہے اور دونوں امام وزیر اُسکے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور قطب ہاتھ بیعت عالیہ کا دراز کرتا ہے۔ ارواح و ملائکہ و جن و بشر روحانی اُس کی بیعت کرتے ہیں ایک دوسرے کے بعد جو روح اُس کی بیعت کرتی ہے تو ایک مسئلہ اُس سے دریافت کرتی ہے۔ اور وزیر اُس کا جواب دیتا رہتا ہے تاکہ مرتبہ اُس کا سب کو معلوم ہو جائے اور ملائکہ اور روحانیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم الٰہی مجھ سے خصوصیت رکھتا ہے اور معلوم رہے کہ عبدالرب کو امام اقصیٰ بھی کہتے ہیں اور امام عبدالمالک کو امام ادنیٰ (اقرب) سو امام اقصیٰ کو شیاطین دیکھ نہیں سکتے۔ اگر اُسکی نگاہ اُن پر پڑے تو قلعی کی طرح پگھل جاتے ہیں اور یہ امام بہشتوں کو دیکھتا رہتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ قبیح اعمال بندوں کے بُری سزا میں دیکھ کر روتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بہشت اُسکے سامنے کر دیئے ہیں کہ اہل جنت کے مکانات دیکھنے سے گونہ اُس کو سرور حاصل ہو اور شدائد و مصائب میں امام ادنیٰ یعنی عبدالمالک کی طرف رجوع کیا جاتا ہے سو اُسکے ہاتھ سے خدا آسان کر دیتا ہے اُس کی حالت کرم کی ہے۔ اور خلقت پر احسان کرتا ہے۔ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْن (الزمر:25) اِس طرح کہ لوگوں کو اُسکے کرم کی کچھ خبر بھی نہیں ہوتی۔ حکام و والیان ملک کا عزل و نصب اُسکی طرف رجوع کرتا ہے اور شیاطین ناریہ پر اُس کا بڑا تسلّط ہوتا ہے۔ اور قطب زمان موصوف بجمیع اسماء الٰہیہ کا ہے تخلقاً و تحققاً اور مرأت (آئینہ) حق کا ہے اور مظہر صفات مقدسہ کا اور مجلی مظاہر اِلٰہیہ کا اور صاحب وقت اور عین الزمان اور سرِّ قدر

ہے اُسکو علم دہر الدہور کا ہے۔ اور غالب اس پر خفاء ہے۔ اور محفوظ ہے اور خزاین غیرت در پردہا سے صون الٰہی کثیر النکاح ہوتا ہے محب النساء اپنی طبیعت کا حق بوجہ شروع پورا پورا دیتا ہے اور روحانیت کا حق بھی برحدالٰہی پورا دیتا ہے حافظ اوقات ہوتا ہے یہ اللہ ہی کا رہتا ہے نہ غیر کا اس کی حالت عبودیت وافتقار کی ہے۔ قبیح کو قبیح جانتا ہے اور حسن کو حسن جمال مقید در زینت واشخاص کو دوست رکھتا ہے ارواح خوبصورت بن کر اُسکے پاس آئے ہیں غیرت و غضب اللہ کے واسطے رکھتا ہے کل اشیاء شہادت وغیب کی پیچھے دجہ حق کو دیکھتا ہے اور کارخانہ اسباب کا قائم رکھتا ہے اور اُسکے بموجب ولالت کرتا ہے اور چلتا ہے اور اِتراتا ہے اسمیں ربانیت کی وجہ نہیں ہوتی اگر یہ قطب اہل ثروت دنیا دار ہو تو مال میں ایسا تصرف کرتا ہے جیسا کہ غلام اپنے مولیٰ کریم کے مال میں تصرف کرتا ہے اور اگر مالدار نہ ہو تو وہ فتوحات کی طرف نفس کو مائل نہیں کرتا بلکہ عندالحاجات برائے طبیعت خود اپنے دوست کی طرف اپنی حاجت پیش کرتا ہے جیسا کہ کوئی شفیع کِسی کی سفارش کرتا ہے۔ یہ قطب برخلاف اولیاء اللہ اصحاب احوال سے ہوتا ہے کیونکہ اصحاب احوال ہمتیں کرتے ہیں اور ہمتیں اُن کی موثر ہوتی ہیں۔ دے لوگ اسباب ظاہری کو چھوڑ کر اپنی ہمتوں کو کام میں لاتے ہیں اور قطب اس حال سے منزہ ہی ثابت فی العلم ہے۔

فصل باب ۷۳: میں ہے کہ اس وارد دنیا میں بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین رسول زندہ بالجسد موجود ہیں۔ ایک ادریس علیہ السلام چہارم آسمان پر اور ہفت آسمان عالم دنیا میں محسوب ہیں کیونکہ ان ہفت آسمان کے ساتھ عالم دنیا قایم ہے اور اُنکے فناء سے فنا ہو جائے گا اور آخرت میں زمین و آسمان تبدیل ہو جائیں گے جیسا کہ یہ صورت انسانی متبدّل ہو کر اور صورتیں بنیں گی کہ بول و براز انسان کو نہ آئے۔ اور دوسرا الیاس علیہ السّلام ہے۔

تیسرا عیسیٰ علیہ السلام ہے یہ دونوں مرسل ہیں۔ قایم ہیں ساتھ دین حنیفی کے جس دین کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لائے اور حضرت خضر علیہ السّلام کی نبوّت میں اختلاف ہے۔ ان چاروں کے وجود بحیات جسدی دار دنیا میں باقی ہے اور یہ سب رسول اوتاد ہیں۔ اور دو امام اور ایک قطب ہے جو موضع نظر حق تعالیٰ کا ہے قطب اُنکا بمنزلہ حجر اسود کے ہے اور باقی دوسرے ارکان بیت الدین کے ایک کے ساتھ رکن ایمان کا محفوظ ہے اور دوسرے کے ساتھ ولایت کا تیسرے کے ساتھ نبوّت کا چوتھے کے ساتھ رسالت کا اور مجموع کے ساتھ دین حنیفی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا۔ پس یہ رسول قیامت تک عالم دنیا میں رہیں گے۔ برائے نام رسول ہیں دراصل دین محمدی میں داخل ہیں اور اکثر لوگوں کو خبر نہیں۔ باوجود ان رسولوں کے امت محمدیہ میں اقطاب اصالۃً ووراثۃً از رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قائم ہوتے چلے آئے ہیں۔ یہ شان اُمت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہے کہ ہر ایک رسول کے قلب پر ایک شخص ہے جو اُسکا نائب ہے اور نائب و منیب دونوں زندہ و باقی ہوتے ہیں۔ اور بعض اہل اللہ صاحب انفاس و اعداد ہوتے ہیں اور قطبیت ان کی نیابتہً و اصالۃً ہوتی ہے اور منجملہ اُن کے اقطاب ہیں جیسا کہ قطب بلد اور قطب جماعت شیخ ہوتا ہے اور مطلقاً قطب زمانہ میں ایک ہوتا ہے اور وہی غوث ہے۔ وہ مقربین سے ہے۔ اور سید الجماعت فی زمانہ اور امام دو ہوتے ہیں ایک عبدالرب دوسرا عبدالملک دونوں وزیر قطب کے ہوتے ہیں ایک کو مشاہدہ عالم الملکوت کا ہے دوسرے کو عالم ملک وملکوت کا۔ اور اوتاد چار ہوتے ہیں۔ ایک نگہبان مشرق کا۔ دوسرا مغرب کا۔ تیسرا شمال کا۔ چوتھا جنوب کا۔ اور ساتھ ابدال ہیں جن کے ساتھ ہفت اقلیم کی حفاظت ہے۔ صاحب اقلیم اول کا برقدم خلیل علیہ السّلام ہوتا ہے اور صاحب اقلیم ثانی کا قدم موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور ثالث برقدم ہارون علیہ السلام اور رابع برقدم ادریس علیہ

السلام اور خامس برقدم یوسف علیہ السلام اور سادس برقدم عیسیٰ علیہ السلام اور سابع برقدم آدم علیہ السلام۔ یہ ساتھ شخص اسرار سبعہ سیارہ پر واقف اور مطلع ہوتے ہیں کہ اسماء وصفات آلہیہ کے اسرار اُن میں مُودَع ہیں۔ قدوۃ المحققین شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مکہ شریفہ میں ان سے میری ملاقات ہوئی۔ احسن الصمت تھے یعنی با وقار خاموشی والے اور اُن سے دریافت کیا گیا کہ یہ مرتبہ کس ذریعہ سے ملتا ہے کہا کہ گرسنگی و بیداری و خاموشی و عزلت کے سبب ملتا ہے۔ اور نقباء بارہ ہیں۔ بارہ برج آسمان کی تعداد پر۔ دے بارہ برج کی خاصیت جدا جدا جانتے ہیں۔ یہ نقاء عالم العلوم شریع منزلہ کے ہوتے ہیں اور نفوس اسرار اُن کو معلوم ہوتے ہیں حتی کہ ابلیس کے رموز و اسرار ایسے جانتے ہیں کہ وہ خودنہیں جانتا اور اُن کو ایسا علم ہے کہ اگر کسی آدمی کے نشان قدم کو دیکھیں تو اُس نشان سے سعادت وشقاوت اُس کی معلوم کر لیتے ہیں جیسا کہ قیافہ دان لوگ قیافہ آدمی سے اُسکا حال طبع معلوم کر لیتے ہیں اور دیار مصر پہ ہیں ایسے ایسے لوگ دیکھے جو پتھروں میں نشان قدم شخص کا معلوم کر کے اُسکا پتہ دیتے ہیں اور منجملہ ان کے نجباء ثمانیہ ہیں کہ اُن کو علم صفات ثمانیہ کا ہے اور سموات ثمانیہ کا اور منجملہ حوارین ہیں وہ ایک ہی ہوتا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں زبیر بن العوام تھے یہ شخص جامع السیف والحجۃ ہوتا ہے دونوں کے ساتھ اقامت دین کی کرتا ہے۔ منجملہ ان کے چالیس رجبی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ماہ رجب کے ہلال کے طلوع سے بیہوش ہوجاتے ہیں۔ جب ماہ رجب ختم ہوجاتا ہے اور شعبان آتا ہے تو ہوشیار ہوجاتے ہیں۔ ایسی بیہوشی میں سال بھر کا حال اُن پر کشف ہوجاتا ہے منجملہ اُنکے ایک ختم ہے۔ وہ واحد ہے ہر زمانہ میں بلکہ وہ واحد ہے در عالم اُس کے ساتھ خدا تعالیٰ نے ولایت محمدیہ ختم فرمائی ہے۔ اولیاء امت محمدیہ میں اُس سے بڑا کوئی نہیں یہ مہدی علیہ

السلام ہے بعدہ ختم دوسرا ہے اُسکے ساتھ ختم دورہ ولایت عالمہ کا ہے یہ عیسیٰ علیہ السلام ہے کہ خاتم ولایت عامہ کا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے۔ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو حشر ہونگے ایک اُمت محمدیہ میں دوسرا رسولوں میں۔ اور منجملہ اُنکے تین سو ولی ہے۔ برقلب آدم علیہ السلام ہر زمانہ میں کم وبیش نہیں ہوتے ایک مرتا ہے تو دوسرا اُسکے مقام میں قائم کیا جاتا ہے۔

فائدہ: قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ یہ تین سو ولی برقدم آدم علیہ السلام ہے یا برقلب ابراہیم علیہ السلام یا غیر ذالک یہ معنی ہیں کہ جو علوم اُن اکابر کے قلب پر وارد ہوتے ہیں وہی علوم ان اولیاء کے قلوب پر وارد ہوتے ہیں اور معارف عالیہ ہیں جیسا وہ کبیر متقلب ہوتا تھا ویسا ہی یہ ولی بھی متقلب ہوتا ہے اور بعض مشائخ بجائے قلب کے قدم کا لفظ فرماتے ہیں کہ فلاں برقدم فلاں ہے تو اُسکے معنی بھی وہی ہیں جو برقلب کے ہیں۔ اُن کی دُعا وہی ہے جو دعا حضرت آدم علیہ السلام کی تھی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ (الاعراف: 23) یہ طائفہ اولیا کا تین سو سال کی عمر رکھتا ہے جو مُدت اصحاب کہف کے سونے کی نماز میں تھی اور یہ مُدت ثلث یوم الرب کا ہے یوم الرب ہزار سال کا ہوتا ہے۔ پس اگر عارف ایک یوم رب کے پاس علوم حاصل کرتا ہے تو دوسرے لوگ عالم الحسن کے ہزار سال میں حاصل نہیں کر سکتے اور یہ طبقہ اولیاء کا وہ اسماء جانتا ہے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا۔ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَاءِ ھٰؤُلَاءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (البقرۃ: 31) اور مراد از ابناء اسماء اِس آیۃ کریمہ میں انباء از مسمیات ہے نہ وہ کہ عوام خیال کرتے کہ انباء اسماء والہ بر مسمیات مراد ہے اور منجملہ اُن کے چالیس برقلب نوح علیہ السلام ہوتے ہیں۔ دُعاء ان کی دُعاء نوح علیہ السلام ہے۔ رَبِّ اغْفِرْلِی

وَلِوَ الِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیتِی مُؤمِنًا وَّ لِلمئو مِنِینَ وَ الموُ مِنَاتِ وَلَا تزِدِ الظّٰلِمِینَ اِلا تَبَاذًا (نوح: 28)۔ مقام ان کا مقام غیرت دینیہ کا ہوتا ہے۔ یہ مقام صعب المرتقی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللہَ غَیُو رٌ مِن غَیرَتِہٖ حَرَّمَ الفَوَاحِشَ یعنی اللہ تعالیٰ غیرت والا ہے غیرت کے باعث فواحش کو حرام فرمایا ہے یہ یاد رہے کہ برقلب و برقدم کے یہ معنی ہیں کہ جو علوم کہ حضرت آدمؑ و حضرت نوح علیہ السلام کے قلب پر وارد ہوئے ہیں وہ سب اِن اکابر کے مجموع میں ہیں نہ یہ کہ ایک ایک شخص جامع اُن علوم کا ہے بلکہ اُن کے سارے علوم ایک کل علم حضرت آدم اور حضرت نوح علیہ السلام کا ہے اور اِن اربعین کے معارج پر اولیاء اللہ نے اپنے اربعینات یعنی چلّوں کو مقرر کیا۔ نہ کم و بیش کہ بموجب فتوحات ان اربعین کے اُن کو چالیس یوم میں فتوحات ہوجاتے ہیں اور منجملہ اُن کے سات برقلب خلیل علیہ السلام ہیں۔ دُعاء اُن کی دعا خلیل علیہ السلام کی ہے رَبِّ ھَبْ لِی حُکمًا وَّ اَلحِقنِی بِالصَّالِحِینَ (الشعراء: 83) مقام اُن کا مقام سلامت کا ہے۔ ہر شک و ریب سے اللہ تعالیٰ نے اُنکے سینے غِل سے صاف کر دیئے ہیں۔ اُن کو سُوءِ ظن کسی آدمی کے ساتھ نہیں ہوتا کیونکہ جو جو شر در نسبت مخلوق کے شرع میں بیان ہوئے ہیں وہ حجابات ہیں اور دراصل جو نسبت رحمت الٰہی کی طرف مخلوق کی ہے جس کے سبب خدا نے مخلوق کو پیدا کیا ہے وہ رحمت ہے اور رحمت خیر ہے سو ان اکابر کو وہ رحمت الٰہیہ پیش نظر رہتی ہے۔ کسی کو شر نہیں جانتے اور تصرف الٰہی در مخلوقات من حیث الوجود کو خیال رکھتے ہیں نہ من حیث الحکمت کہ حکمت اختلاف اور نیک و بد کا حکم فرما رہی ہے اور منجملہ اُن کے پانچ برقلب جبرئیل ہوتے ہیں۔ علوم ان کے حسب تعداد پروں جبرائیل علیہ السلام کے ہیں سات سو یا سات ہزار ہیں اور جبرائیل علیہ السلام اُن کا ممد و معاون رہتا ہے اور قیامت کے روز جبرائیل علیہ السلام

کے ساتھ ایستادہ ہونگے اور منجملہ اُن کے تین برقلب میکائیل علیہ السلام ہیں یہ بڑی خوشی و بسط وشفقت کے ساتھ رہتے ہیں۔ انکے علوم بقدر قوی میکائیل علیہ السلام کے ہیں منجملہ ایک برقلب اسرافیل علیہ السلام ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ برقلب اسرافیل علیہ السلام تھے اور یہ شخص نیز برقلب عیسیٰ علیہ السلام ہوتا ہے۔ پس جو شخص برقلب عیسیٰ علیہ السلام ہوگا وہ برقلب اسرافیل علیہ السلام بھی ہوگا۔ اور یہ نہیں کہ جو برقلب اسرافیل علیہ السلام ہو۔ وہ برقلب عیسیٰ علیہ السلام بھی ہو۔ اور اکثر اولیاء برقلب انبیاء داؤد صالح علیہما السلام ہیں۔ اور رجال الفتح اور رجال التحت والسّفل شمار کر کر قدوۃ المحققین شیخ اکبر قدس سرہ نے ص ۱۸ ج ۲ میں فرمایا۔ منجملہ ان کے ایک رجل ہوتا ہے اور گاہے عورت بھی ہوتی ہے وہ قاہر فوق عبادہ ہوتا ہے استطالت اُس کی کل شئے پر ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ان میں شجاع مقدام کثیر الدعویٰ بحق یَقُولُ وَ یَکُمُ وَعدہ کانَ صَاحب هَذا المقَام شَیْخُنَا عبدالقادر جیلانی بغداد یعنی بہادر پیش قدم معرکہ جنگ میں؛ حق کے ساتھ بڑے بڑے دعوی کرنیوالے کہتا سچ اور حکم کرتا انصاف وعدل سے صاحب اس مقام کے تھے ہمارے شیخ بغداد میں عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اُن کا دبدبہ وغلبہ ساتھ حق کے تھا خلق پر بڑی شان والے تھے۔ اخبار اُنکی مشہور ہیں میری اُن سے ملاقات نہیں ہوئی۔

چونکہ اہل اللہ کی تعداد کامل اور اصناف وطبقات اُن کے بیان کرنے سے ایک کتاب کلان بنتی ہے لہٰذا اختصار اسی قدر پر اکتفا کرنا مناسب ہے کیونکہ اصل مقصود تالیف اس رسالہ سے تعداد مناقب ومناصب حضرت غوثیہ عالیہ کی ہے ظاہر ہے کہ ہر مرتبہ والا نبی ہو یا ولی دوسرے کو تب ہی پورا پورا شناخت کریگا' جب اُسکے مرتبہ تک رسا کار ہووے گا ورنہ نادیدہ ظناً وتخمیناً یہ کیفیت منکشف نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا اوصاف ومناقب جناب اقدس کے

وہی بیان ہوں جو کچھ حضرت غوث الاعظم قدس سرّہ نے اپنی زبان مبارک سے باذن اللہ فرمائے ہیں۔

مقصد اول

ارباب دانش و بنیش و فطنت و مبصران بصیرت و خبرت پر واضح ہو کہ پائے راستی و درستی اعتقاد کا جب راہ رشاد و سداد کو طلب کرتا ہے تو صراط مستقیم انبیا و مرسلین و آل طیبین و اصحاب طاہرین و اولیاء کاملین و علمائے راسخین و شہداء و صالحین کو پالیتا ہے اور دستِ شوق و محبت مردان آلہٖ و محبوبان بارگاہ کے قدم ثابت کو پکڑتا ہے تو ممالک ممالک ولایت و حمایت لطف جمیل و عطف جلیل کا ہو جاتا ہے اور دل نیاز منزل ارباب لُب اصحاب حُب کا جب چشم سر سریت کے ساتھ دیکھتا ہے تو نور جمال با کمال مہوشاں روضہء حطیرۃ القدس سے منوّر و مکمل ہو جاتی ہے اور گوش ہوش اہل ذوق لذائذ عرفانی کے قرب میں جب حجاب غیریت کو دور کر دیتا ہے تو صوت سردش غیبی کو بلا شک ولا ریب استماع کرتا ہے۔ اور زبان حال وقال جب باہم اتفاق و اتفاق دانش پذیر ہوتی ہے تو اسرار حقایق و دقایق انوار وراء الوراء کے باشارات و کنایات گویا ہوتی ہے۔ خداوند کریم نے جن کو ازل میں بلسان کرم ندادی ہے تو وہ مستانہ و دیوانہ وار وادیٔ جمال مطلق و حاوئے کمال برحق کو سدھارا اور دل و جان کو مشاہدہ غرد کمال و مطالعہ جاہ و جلال عوالم الغیب والتوحید سے مظہر تجلیات قدس و تقرید کا بن کر جسم عنصری و پیکر عبری کو سنوارا اور بعد کد و کاوش و جہد و آویزش کے آرایک انس پر انیس ہوا اور بساط انبساط چار بالش قدس پر صفوف صافی سرشتاں میں ہم جلیس ہوا۔ حضرت سلطان شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ کے مناقب جلیلہ و مناصب جمیلہ اقطاب و اغواث

کے ادراک وفہم سے فوق ہیں۔ فہم و وہم مگس طنینان عوام کا اوج پر ان شہباز لامکان کی طرف راہ نہیں پا سکتا۔ قیاس وگمان بُوم شُوم بادیہ نشینان حیرت وغیرت نغمہائے عندلیب گلستان جنان فردوس برین کو سُن نہیں سکتا۔ یہ کلمات طیبات حضرت غوثیہ عالیہ کا ترجمہ ہے عربی کا الفاظ کا مقصد متکلم کلیم اللہ آسا طور تجلیات اسرار میں مستور ہے۔ پس پردہ ہائے واشعۂ شمعہائے مسطور مَا لَا یُدرَک کُلُہٗ لَا یُترَک کُلُہٗ (جو کچھ پورا حاصل نہ ہو سکے، اسے پورا چھوڑا بھی نہیں جاتا) اس بحر عذب البیانی سے سیراب کرتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم قدس سرّہ کا کلام بڑی عظمت وشان کا ہے سامعین کمل اولیاء ادراک معانی سے عاجز رہتے ہیں۔ آپ نے بارہا فرمایا۔ مجھ کو کسی پر قیاس مت کرو اور نہ دوسرے کو مجھ پر۔ میں وارا ءالوراء ہوں۔ میری کلام کی تصدیق کرو گے تو اُس میں نجات ہے اور میری تکذیب کرنی سم ساعت یعنی زہر قاتل ہے۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ حضرت کا کلام سنکر متعجب ہوئے اور عرض کیا کہ یا شیخ عبدالقادر آپ مکر الٰہی سے خائف نہیں۔ حضور نے اُنکے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ حماد دل کی آنکھ کے ساتھ دیکھ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ حماد بے ہوش ہو گئے جب حضرت نے ہاتھ اُٹھایا تو ہوش میں آئے اور کہا کہ میں نے حضرت کے ہاتھ میں ستر عہد نامے خدا تعالیٰ کے دیکھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ نہ فرمائے گا اور حضرت رضی اللہ عنہ کُرسی وعظ پر باآواز بلند فرماتے تھے اَنَا المحفُوظ اَنَا الملحُوظ میں خدا کے حفظ میں ہوں میں خدا کی نگاہ میں ہوں میں خط پانے والا ہوں۔ اَنا اَمرٌ مِن اَمرِ اللّٰہِ۔ میں ایک بڑا پوشیدہ راز ہوں خدا تعالیٰ کے رازوں سے یَا عَزِیزُ اَنتَ وَاحِدٌ فِی السَّمَاءِ اَنَا وَاحِدٌ فِی الاَرضِ یعنی اے عزیز تو یکتا آسمان میں ہے میں یکتا زمین میں ہوں اللہ تعالیٰ رات ودن میں ستر بار فرماتا ہے کہ میں نے تم کو اپنے

واسطے برگزیدہ کیا ہے کہ میرے سامنے تم سے سلوک کیا جاوے اور فرماتا ہے اے عبدالقادر بات کہہ تیری بات سُنی جائے گی اے عبدالقادر تجھے قسم ہے میرے حق کی جو تجھ پر ہے کھانا کھاؤ اور پانی پیو کلام کرو میں نے تجھے ہلاکت سے امان دی ہے اور مجلس وعظ میں بیٹھے بیٹھے ہوا میں چلے جاتے تھے اور فرماتے تھے آفتاب طلوع نہیں کرنا۔ یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے اور سال آتا ہے وہ سلام کرتا گزرے اور خبر دیتا ہے جو کچھ اُسمیں گذرے گا اور ماہ و ہفتہ و دن ایک ایک آتا ہے اور سلام کرتا ہے اور اپنی اپنی خبریں دیتے ہیں کہ یہ ہمارے اندر گذریگا (مجھے قسم ہے اپنے رب کی) کہ نیک بخت لوگ و بد بخت لوگ لوح محفوظ کے اندر لکھے ہوئے ہیں میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور میں خدا کے علم مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ مارنے والا ہوں اور میں تم سب پر خدا تعالیٰ کی حجت ہوں (حجت اللہ تعالیٰ کی سب پر غالب ہے) میں نائب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوں اور زمین میں وارث اُن کا۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالقادر قدس سرّہٗ اپنے مدرسہ میں منبر پر فرما رہے تھے کُلُّ وَلِیٍ عَلٰی قَدَمِ نَبِیٍ ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہے وَ اَنَا عَلٰی قَدَمِ جَدِی صلی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ سَلِّم اور میں اپنے جد پاک کے قدم پر ہوں کوئی قدم نہیں اُٹھایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مگر میں نے اپنا قدم اُسی مکان پر رکھا ہے مگر قدم نبوت کا کہ اُس جگہ سوائے نبی کے دوسرا کوئی قدم نہیں رکھتا۔ علی بن ادریسؒ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت قدس سرّہٗ فرماتے تھے کہ انسانوں کے مشائخ ہیں اور جنّات کے بھی مشائخ ہیں اور ملائکہ کے بھی مشائخ ہیں اور میں سب کا شیخ و مرشد ہوں اور حافظ عبدالعزیز معروف بابن الاخضر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ قدس سرّہٗ سے سُنا فرماتے تھے کہ میں خلقت کے امور و عقل سے پرے ہوں۔ کل رجال الحق جب تقدیر حق تک پہنچتے ہیں تو رُک جاتے ہیں

اور میں جب تقدیر حق تک پہنچا تو میرے واسطے ایک روزن کھلا۔ پس میں اُس روزن میں داخل کیا گیا اور تقدیر میں خدا کے ساتھ میں نے منازعت اور تقدیر کے لیے بند جمادات و نباتات کے ساتھ قوت خدا کے واسطے رضا مندی خدا کی فَالرَّجُلُ ھُوَ الْمنَازِعُ لِلْقَدرِ لَا الموافِقُ لَہ پس مردوہ ہے کہ تقدیر حق کا منازع ہو، نہ موافق کہ وہ مرد نہیں اور فرماتے تھے خوشی واسطے اس کے ہے کہ جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا اور میں حسرت ہوں اُس پر جس نے مجھ کو نہیں دیکھا۔ جب حضرت قدس سرّہٗ معروف کرخی کی قبر پر گذرے تو فرمایا السلام علیک یا شیخ! تو مجھ سے ایک درجہ آگے گذرا۔ جب دوبارہ اتفاق عبور کا اُن کے مزار پر ہوا تو فرمایا السلام علیک یا شیخ! ہم تم سے اہل زمانہ والے سردار دو درجہ آگے بڑھ گئے قبر سے جواب آیا وعلیکم السلام یا سید اہل زمانہ یعنی آپ پر سلام۔

حضرت نے اپنے اصحاب کو ایک دفعہ فرمایا عراق کا ملک میرے سپرد ہوا ہے پھر بعد مدت فرمایا اب ساری زمین مشرق اور مغرب اور جنگل اور آبادی اور خشکی اور دریا صاف اور پہاڑ میرے سپرد کئے گئے۔ اُس وقت کے اولیاؤں سے کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ مگر سب نے خدمت میں آ کر واسطے عزت قطبیت کے سلام کیا اور حضرت نے فرمایا ہے جب تم اللہ سے کوئی حاجت مانگنا چاہو تو میرے وسیلہ سے مانگا کرو اور وعظ کے منبر پر بیٹھ کر فرماتے تھے اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے اور اہل آسمان کے سنو فرمایا! اللہ تعالیٰ نے وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعلَمُونَ (النحل: 8) یعنی پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ وہ چیزیں کہ تم نہیں جانتے اور میں اُن چیزوں سے ہوں کہ تم نہیں جانتے۔

فائدہ: جبکہ حضرت کے اصحاب اور بار یاباں دربار عالی آپ کو پورا پورا نہیں جان سکتے تھے اور کل اولیا اللہ ہی ہوتے تھے پس عوام اور خواص علمائے واولیاء کے ادراک اور فہم کو رسائی کہاں ہے کہ اُنکے اوصاف اور حالات اور کمالات بیان کریں اور فرماتے تھے اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے آؤ کچھ مجھ سے سیکھو اے عراق والو احوال میرے پاس ایسے ہیں۔ جیسے کپڑے میرے گھر میں لٹکائے گئے جسکو چاہوں پہنوں۔ تم تسلیم کرو ورنہ میں ایسے لشکر لاؤنگا کہ تم کو اُن کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ یاغُلَامُ سافِرْ اَلفَ عَامٍ اے لڑکے ہزار برس اس مراد پر سفر کر کہ تم مجھ سے ایک کلمہ سنے اے غلام سب ولایتیں میرے پاس ہیں سب درجے میرے پاس ہیں میری مجلس میں خلعتیں تقسیم کی جاتی ہیں اور کوئی نبی نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور نہ کوئی ولی ہے مگر میری اس مجلس میں حاضر ہوا ہے زندے اپنے بدنوں کے ساتھ اور مُردے اپنی روحوں کے ساتھ منکر ونکیر جب قبر میں تیرے پاس آئیں گے تو اُن سے میرا احوال پوچھنا وہ تجھ کو میری خبر دیوینگے۔

فائدہ: آپ کی اس کلام فیض نظام سے صاف واضح ہو گیا کہ حضرت کا فرمایا قَدَمِی هٰذِهٖ عَلَیٰ رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِ اللّٰهِ نسبت کل اولیاء کی ہے خواہ زندہ تھے اُسوقت یا مردہ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منکر نکیر کا سوال سب سے ہوتا ہے۔ مگر آپ کے مرید برعکس لوگوں کے منکر ونکیر سے سوال کرینگے کہ ہم کو حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی خبر دو اس جواب وسوال سے کوئی عجیب نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ سائل کا جواب مجیب پورا دیوے تو طرفین کی خوشی ہوتی ہے اور اگر جواب نہ بن آئے تو مجیب دَب جاتا ہے اور سائل کے سامنے شرما جاتا ہے اور جب حضرت کوئی بڑی کلام فرماتے تھے تو بعد اُس کے یہ بھی فرماتے قسم ہے اللہ کی تم پر کہو آپ نے سچ

کہا ہے بیشک میں یقین سے بولتا ہوں جسمیں کوئی شک نہیں مجھ کو بلایا جاتا ہے تو بولتا ہوں اور دیا جاتا ہے تو تقسیم کر دیتا ہوں اور امر کیا جاتا ہے تو کرتا ہوں ذمہ اُسکا ہے جسنے مجھ کو امر کیا اور دیت عاقلہ پر ہے میری کلام کی تکذیب کرنی تمہارے دین کے واسطے سم قاتل ہے اور تمہاری دنیا اور عاقبت کے جانے کا سبب ہے۔ میں بڑا شمشیر زن ہوں میں بڑا قتل کرنے والا ہوں۔ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَه (آل عمران: 30) یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے تم کو خوف دلاتا ہے اگر شریعت کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تم کو بتا دیتا جو تم کھاتے ہو اور تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ اور تم میرے سامنے مثل شیشوں کانچ کے ہو تمہارے اندر اور باہر کی چیزیں مجھے نظر آتی ہیں۔ اور حکمی خدا کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو صاع یوسفؑ کی خود بتاتی۔ جو اُسمیں ہے۔ یعنی میرا بدن سوائے زبان کے رونٹا رونٹا اپنے بھید بتا دیتا لیکن علم عالم کے دامن میں پناہ گیر ہے تا کہ عالم اُس علم کا راز فاش نہ کرے (حکایت) ذکر ہے کہ ایک دن آپ انجیر کھا رہے تھے کہ کھانا چھوڑ دیا اور بہوشی میں ہو گئے جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اسوقت میرے دل کے واسطے ستّر دروازے علم لدُنّی کے کھولے گئے ہر ایک دروازہ اتنا چوڑا ہے جتنی چوڑائی درمیان آسمان و زمین کے ہے پھر معارف میں اہل خصوص کی ایسی طویل کلام فرمائی جس سے حاضرین لوگ بہوش ہو گئے اور سب نے خیال کیا کہ کوئی ایسا کلام بعد حضرت شیخ کے نہ بولے گا اور قبل از ظہر منگل کے روز ١٦ ماہ شوال ۵۲۱ھ ہجری حضرت غوث پاک منبر پر بیٹھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا تو حضرت فرماتے ہیں کہ اے بیٹا کیوں نہیں بولتا۔ آپ نے عرض کیا یا ابی میں عجمی مرد ہوں فصحائے عرب کے سامنے بغداد میں کس طرح بولوں؟ حضرت نے فرمایا مُنہ اپنا کھول تو حضرت شیخ نے مُنہ کھولا۔ پس حضرت نے سات دفعہ مُنہ میں لعاب مبارک ڈالا۔ اور فرمایا

کہ اب میری خاطر لوگوں کے سامنے کلام کرو ساتھ حکمت وموعظت حسنہ کے لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور وعظ کے واسطے بیٹھے خلقت بہت جمع ہوئی تھی پھر کلام بند ہوگئی۔ پس حضرت علیؓ کو دیکھا کہ مجلس میں حضرت شیخ قدس سرّہٗ نے عرض کیا یا ابتا! کلام بند ہوگئی۔ فرمایا اپنا مُنہ کھول جو مُنہ کھولا تو چھ بار اپنا لعاب مُنہ میں ڈالا۔ حضرت شیخ نے عرض کیا کہ سات بار پورے کیوں نہیں فرمائے۔ آپ نے فرمایا واسطے ادب کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ غائب ہو گئے۔ بعدہ حضرت نے وہ معارف اور حقایق حضرت الٰہیہ اور حضرت آدم علیہ السلام اور باقی حضرات انبیائے کرام خصوصاً حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان فرمائے کہ سامعین متحیر اور بیہوش ہو گئے اور وہ کلام پاک آپکا جن جن مقربین کے خیال میں رہا اُنہوں نے لکھ لیا اور اپنے اصحاب واحباب کے سامنے بیان کیا چنانچہ علی بن یوسف نے بہجت الاسرار میں نقل کر دیا ہے اگر وہ کلام یا ترجمہ اُسکا لکھا جاوے تو سامعین کو طاقت سمجھ کی نہیں ہے عالم لوگ جن کو خدائے تعالیٰ نے ذوق کامل عطا فرمایا ہے دے خود بہجت الاسرار کو مطالعہ کر کے حظ وافر اُٹھاتے ہیں مگر عوام کو سمجھا نہیں سکتے۔ پس اُس کلام پاک کا اس رسالہ میں لکھنا کچھ مفید معلوم نہیں ہوتا۔

حکایت: عبداللہ بن احمد بغدادی کہتا ہے کہ میری بیٹی فاطمہ نام حویلی کی چھت پر چڑھی تو کوئی دیو اُسکو اُٹھا لے گیا اور میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں جا کر عرض کیا آپنے فرمایا کہ اس رات میں کرخ کی خرابی میں فلانے ٹیلے کے پاس بیٹھوں اور زمین پر ایک دائرہ خط کا کھینچو اور گرد اپنے کھینچتے ہوئے یہ پڑھوں باسم اللہ علی نیۃ عبدالقادر۔ پس جب رات اندھیری ہو جائے گی تو کئی طائفے جنّوں کے مختلف صورتوں پر تیرے پاس سے

گذریں گے سواُن کی صورت سے خوف مت کھانا سحر کے وقت جنّات کا بادشاہ بڑی فوج میں تیرے پاس آویگا اور تجھ سے تیری حاجت پوچھے گا سوتو کہہ دینا کہ حضرت شیخ عبدالقادر نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے اور اپنی بیٹی کا حال اُس کے سامنے بیان کرنا سو میں بموجب فرمان حضرت کے وہاں گیا ویسا ہی کیا سو ڈرانی صورتیں میرے پاس گذرتی تھیں اور میرے دائرہ کے اندر کوئی نہیں آتا تھا۔ رفتہ رفتہ اُن کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اور اس کی اردل میں بہت فوجیں جنات کی تھیں۔ دائرہ کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا اے آدمی تیری کیا حاجت ہے میں نے کہا حضرت شیخ عبدالقادر نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے وہ جھٹ گھوڑے سے اُتر کر زمین چومنے لگا اور دائرہ کے باہر بیٹھا اور اُس کی فوج بھی بیٹھی اور بولا اب اپنا حال کہو میں نے اپنی بیٹی کا قصہ اُس کے سامنے بیان کیا اُس نے اپنی فوج سے دریافت کیا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے سب نے لاعلمی بیان کی پھر بعد ایک ساعت کے ایک دیو اُسکے پاس لائے اور وہ لڑکی اُسکے ساتھ تھی اُسکو چین کے شیاطین سے کہتے تھے۔ بادشاہ نے اسکو کہا تو کس سبب رکاب قطب کے نیچے سے اسکو اُڑا لے گیا ہے بولا میری دل لگی تھی اور اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے اُس دیو کی گردن مارنے کا حکم دیا اور میری بیٹی میرے حوالہ کر دی۔ میں نے کہا جیسا کہ بادشاہ حکم شیخ عبدالقادر قدس سرہ کا بجالایا ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا وہ بولا کہ ہاں بیشک حضرت اپنے مقام سے ہمارے سرکشوں کو زمین کے کنارے میں دیکھتے ہیں تو دے اُن کی ہیبت سے اپنے اپنے مساکن کو بھاگ جاتے ہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ جب قطب کو قائم کرتا ہے تو اُسکو جنّات و آدمیوں پر تصرف دیتا ہے۔

حکایت: ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری زوجہ کو مرگی کی بہت آتی ہے اور عزیمت والے اُس کے حال میں تھک رہے ہیں۔ حضرت شیخ نے

فرمایا یہ سرکش وادی سرندیپ کے سرکشوں سے ہے نام اُسکا خانس ہے جب تیری زوجہ کو مرگی آوے تو اُسکے کان میں کہوا ے خانس شیخ عبدالقادر بغداد والے کا حکم ہے کہ تو پھر مت آئے اگر تو پھر آوے گا تو ہلاک ہو ویگا وہ شخص چلا گیا۔ دس سال کے بعد آیا تو لوگوں نے اُس سے دریافت کیا بولا کہ میں نے بموجب فرمودۂ حضرت شیخ کے کیا سواب تک مرگی اسکو نہیں آئی اور بعض روسائے صناعت عزیمت کے کہتے ہیں کہ بغداد شریف میں بحالت حیات حضرت شیخ قدس سرہٗ چالیس برس رہا۔ اس عرصہ میں وہاں مرگی کسی کو نہیں پڑی۔ جب حضرت کی وفات ہوئی تو مرگی پڑنے لگی۔ اور پُرانے پندرہ ماہ کی تپ والے کے کان میں کسی نے حسب حکم حضرت شیخ قدس سرّہٗ کہا۔ اے آم ملدم (نام نجار کا ہے) حضرت شیخ فرماتے ہیں نکل جا۔ اور حلہ کو جادہ دور ہو گیا۔ (کلمات الشیخ قدس سرّہٗ)

اِنفِرَادُکَ فِی طَرِیْقِ طَلَبِہٖ — یعنی تنہا ہونا تیرا خدا کی طلب کے راہ

اِمارَۃُ صِحۃِ المَحَبَۃ — میں نشان صحت محبت کا ہے

اور دل کی آنکھ سے غیر خدا کی التفات کرنی علامت دوری کی ہے تیرا بولنا بغیر ذکر اللہ کے زنگ ہے دل کے آئینہ پر جو کوئی مشغول ہوا ساتھ غیر اللہ کے اُس نے وصل کی حلاوت نہیں چکھی۔ جو کوئی ایک لحہ سوائے اللہ کے کسی کی طرف مائل ہوا۔ وہ جناب رحمت کے قریب نہیں ہوا۔ راہ کے تین رکن ہیں۔ حق وصق وعدل عدل جوارح پر اور حق عقول پر۔ اور صدق قلوب پر۔ جو خدا کو ساتھ حقیقت صدق دل کے طلب کریگا۔ صدق اُس کے دل میں آئینہ بن جائے گا جس سے عجائب دنیا و آخرت کے دیکھیں گے۔ حفظ قوانین حیات سرمدیہ بہتر ہے۔ حفظ قوانین حیات فانیہ سے وحدت باب فکرت کا ہے کثرت فکر علامت ہے حضور قلب کی اور حضور قلب کا مع اللہ تعالیٰ علامت توفیق کی ہے اور حصول

توفیق رہبر ہے حضرت قدس سرہ کا مشتبہ کی کہانی سے منبع طاعت کی صفائی مکدر ہو جاتی ہے اقامت وظایف خدمت سے اعراض کرنا سبب ہے۔ اعراض خدا کا اے غلام بلبل کی طرح نہ ہو کہ موسم ربیع میں اپنی آواز کی عاشق ہو کر اپنے غموں کے ساتھ ترجیح کرتی ہے اور اپنی خوش آوازی پر وقت گذارتی ہے۔ اُسکی آواز سے کی طرف التفات نہیں کرتا۔ اور نغمات ہواتف کی لذت پر خوشی نہیں کرتا ہے۔

حکایت: عبداللطیف خادم حضرت شیخ کا کہنا ہے کہ حضرت شیخ پر ایک وقت اڑہائی سو دینار قرضہ ہو گیا تھا۔ ایک شخص جسکو میں نہیں جانتا تھا۔ حضرت کے پاس بلا اذن چلا آیا اور بہت دیر تک باتیں کرتا رہا اور کچھ سونا حضرت کے سامنے نکال رکھا اور کہا یہ وفائے دین ہے پس چلا گیا۔ حضرت شیخ نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ ہر ایک حقدار کا حق پہنچا دو اور فرمایا کہ یہ شخص صراف قدر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ صراف قدر کیسا ہے۔ فرمایا کہ فرشتہ ہے کہ اللہ تعالٰی اُسکو مدیون اولیاؤں کے پاس بھیجتا ہے اور یہ اُن کا دین ادا کرتا ہے اور یہی عبداللطیف کہتا ہے کہ ایک دن حضرت کلام کر رہے تھے کہ ہوا میں چند قدم تشریف لے گئے اور فرمایا

قِف واِسمع کلام محمدی یعنی اے اسرائیلی ٹھہر کر کلام محمدی کا سُن

پھر اپنی جگہ کی طرف لوٹ آئے کسی نے عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا فرمایا کہ ابو العباس خضر علیہ السلام ہماری مجلس کے پاس سے جلدی سے گذرا تو میں اُس کی طرف گیا اور جو کچھ تم نے سُنا وہ میں نے کہا وہ ٹھہر گیا۔

حکایت: عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیخ قدس سرّہٗ کلام فرما رہے تھے کہ مینہ برسنے لگا مجلس کے بعض لوگ متفرق ہو گئے۔ حضرت نے سر مبارک

آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا میں جمع کرتا ہوں اور تو پراگندہ کرتا ہے۔ مینہ مجلس سے تھم گیا خارج از مجلس برستا تھا اور مجلس پر ایک بوند بھی نہ پڑتی تھی۔ ایک دفعہ دریا دجلہ طغیانی میں آ گیا۔ حتیّٰ کہ بغداد شریف غرق ہونے لگا۔ لوگ حضرت شیخ قدس سرّہٗ کے حضور میں آکر مستغیث ہوئے۔ حضرت نے عصا مبارک لیا اور دریا کے کنارے کی طرف آئے اور پانی کے کنارہ پر عصا گاڑھ دیا اور فرمایا یہاں تک اُسی وقت سے پانی گھٹ گیا۔

حکایت: ابوبکر احمدؒ بن محمد کہتا ہے کہ شیخ حماد نے یہ بات میرے سامنے بیان کی تھی کہ میں ایک دن اپنے خراس سے نکل کر راستہ میں تھا کہ مینہ آ گیا میں نے کہا یہ بات معتبر نے معتبر سے مجھے سنائی ہے یارب انکی حرمت کے سبب مینہ تھام لے۔ مینہ تھم گیا۔ حتی کہ میں اپنے گھر پہنچا۔ جب گھر پہنچ گیا تو بارش شروع ہوئی (کلمات) یَا غُلَامُ عَلَیکَ بِالصِّدقِ وَ الصَّفا اے لڑکے صدقے اور صفاء کو لازم کر پکڑ اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو کوئی بشر اللہ تعالیٰ کے قریب نہ ہوتا۔ اے غلام اگر تیرے دل کے پتھر کو عصائے موسیٰ اخلاص کا مارا جائے تو اس سے چشمے حکمت کے جاری ہونگے اخلاص کے پروں کے ساتھ ظلمت قفس کہاں سے اُڑنا ہے۔ نور قدس کے میدان میں جاتا ہے۔ روضہ مقصد صدق کے پر سایہ بعد طیران کے اُترتا ہے۔ اور فرمایا کہ عارف لوگ ندیم مجلس بادشاہ کے ہیں اور ذوق حلاوت شہد ولا کا تلخی صبر بلا کو دور کرتا ہے۔ اے غلام عیون عقول فحول نے دنیا کی طرف نہیں التفات کیا اور جھوٹی بجلی دنیا نے انکو قریب نہیں دیا۔ بلکہ دسے قول محبوب کا جو قول دنیا سے ہے سمجھ گئے اِنَّمَا الحَیَاتُ الدُّنیَا لَعِبٌ وَّ لَهوٌ (الحدید: 20) حیاتی دنیا کی کھیل ہے یا غلام لذتوں کے حجاب سے شیطان دلوں میں داخل ہوتا ہے۔ اور منافذ شہوات سے سینوں کی طرف گذرتا ہے۔ محب دُنیا کے فریب سے نفوس میں بعض آخرت کا بولتا ہے سو

خوشی ہے اسکو کہ غفلت کی خواب سے بیدار ہوا اور اسکے حال کا چشمہ صاف ہوا اور قرب معلیٰ کا طالب ہوا اور ضروریات اپنی کی طرف نکل بھاگا اور قبل از محاسبہ اسرع الحاسبین کے اپنی نفس سے محاسبہ کر چکا۔

حکایت: شیخ بقا بن بطورح نے کہا، پیر مرد معہ ایک جوان کے حضرت شیخ کے حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اسکے واسطے دعا کرو یہ میرا بیٹا ہے اور حالانکہ بیٹا اُس کا نہیں تھا بلکہ سریرت غیر صالح پر تھا۔ سو حضرت شیخ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ اب تمہاری حالت میرے ساتھ اس درجہ کو پہنچی ہے اِتنا فرما کر حویلی میں داخل ہوئے۔ پس اُسی وقت سے اطراف بغداد میں آگ لگی۔ جب ایک مکان میں بجھاتے تھے تو دوسرے مکان کو آگ لگ جاتی تھی۔ اور میں نے دیکھا ایک بلا بغداد پر مثل بادل کے اُتر رہی ہے بسبب غضب حضرت شیخ قدس سرّہٗ کے۔ سو میں دوڑ کر حضور کی خدمت میں گیا دیکھا کہ حضرت غضبناک بیٹھے ہیں۔ میں بھی ایک کنارہ میں بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا۔ یَا سَیِّدِی اِرحَمِ الخلَق۔ یعنی اے میرے سردار لوگوں پر رحمت فرماؤ۔ لوگ ہلاک ہو گئے آخر حضرت کا غضب فرو ہوا سو میں نے دیکھا کہ بلا ہٹ گئی اور آگ ساری بجھ گئی۔

حکایت: عمر بزاز کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز میں حضرت شیخ کے ساتھ جامع مسجد میں گیا۔ دیکھا کہ کسی نے حضرت کو سلام نہیں کیا میں نے دل میں کہا تعجب ہے کہ ہم ہر جمعہ کو جامع مسجد میں آتے ہیں اور ازدحام لوگوں کے سبب سے شیخ تک رسائی نہیں ہوتی تھی یہ خطرہ ہنوز تمام نہیں ہوا کہ حضرت شیخ نے میری طرف تبسم فرما کر نگاہ کی اور لوگ سلام کے واسطے دوڑے۔ حتی کہ میرے اور حضرت شیخ کے درمیان حائل ہو گئے میں نے اپنے جی

میں کہا وہی حال اس سے اچھا تھا۔ حضرت نے تبسم فرما کر میری طرف التفات فرمایا اور کہا یا عمرؓ تم نے وہ ارادہ کیا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ قلوب لوگوں کے میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو اُنکو اپنے سے پھیر دوں۔ اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کولوں (کلمات) اوّل مومن کے دل میں ستارہ حکمت کا چمکتا ہے۔ پھر چاند علم کا پھر آفتاب معرفت کا یہ سونجم حکمت کی روشنی سے دنیا کو دیکھتا ہے شمس معرفت کی روشنی سے مولیٰ کو دیکھتا ہے۔ نفس مطمئنہ نجم ہے قلب سلیم سر صانی شمس۔

مقام نفس کا باب اللہ میں ہے۔ مقام قلب کا دربار میں مقام سر کا مخدع میں سر قائم ہے حضور میں حق سبحانہ تعالیٰ کے وہ قلب کو تلقین کرتا ہے۔ اور قلب نفس مطمئنہ کو تلقین کرتا ہے اور نفس مطمئنہ زبان پر املا کرتا ہے اور زبان خلقت کو سناتی ہے وجود نفس مطمئنہ مقام تہمت کا ہے وجود قلب مقام شبہ کا ہے۔ اور بروقت صفائی سر کے عجائبات نظر آتے ہیں جب تک تو ساتھ نفس کے ہے اگر کوئی چیز لیتا ہے تو حرام کھاتا ہے اور جب تک قلب متقلب کے ساتھ ہے تو مشتبہ کہلاتا ہے اور جب سر صاف ہوا تو حلال مطلق کہاتا ہے۔ رضا بالقضا سبب ہے قلب کا اور باعث ہے دخول قلب کا دار الفضل میں۔

یَا هٰذَا صَدرُ الصَّدِیقِینَ فِیهِ اَسرَارُ رَبِّ العَالَمِینَ صدیقوں کے سینہ میں نجوم کے علم میں اور شموس معارف کے ان انوار کے ساتھ فرشتوں میں روشنی ہوتی ہے۔

حکایت: شیخ ابوالعباس احمد بن علی صرصری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ محی الدین قدس سرّہٗ سے سُنا ہے فرماتے تھے جو کوئی مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے سے گذرے قیامت کے روز اُس سے عذاب تخفیف کیا جائے گا۔ ایک جوان بغداد میں آیا تھا اور علی صرصری سے کہا کہ میں نے آج رات خواب

میں اپنے باپ کو دیکھا اُس نے ذکر کیا ہے کہ مجھ کو قبر میں عذاب ہوتا ہے اور مجھ سے کہا کہ حضرت شیخ کی خدمت میں جا کر میرے واسطے دعا کا سوال کر سو حضرت شیخ نے فرمایا کیا وہ ہمارے مدرسہ کے پاس سے گذرا تھا کہا ہاں۔ پس حضرت خاموش ہو گئے پس وہ جوان دوسرے روز صبح کے وقت خدمت میں آیا اور کہا کہ آج رات باپ کو خوش دیکھا ہے اور لباس سبز اوڑھے ہوئے مجھ سے کہا ہے کہ یہ برکت حضرت شیخ کے عذاب مجھ سے دور ہو۔ اور یہ لباس جو تو دیکھتا ہے پہنایا گیا ہوں پس تو اے فرزند خدمت میں حضرت کی رہا کر حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے پاس سے گذر گیا میں عذاب اُس سے خفیف کر دونگا۔ اور علی صرصری کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت کے حضور میں حاضر ہوا اُسوقت حضرت کے سامنے ذکر تھا کہ مقبرہ باب ازج میں ایک میت کئی دن سے دفن کیا گیا ہے اور اُس کی قبر سے آواز چلانے کی آتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اُس نے مجھ سے خرقہ پہنا ہے۔ لوگوں نے کہا معلوم نہیں پھر فرمایا کبھی ہماری مجلس میں حاضر ہوا ہے بولے معلوم نہیں فرمایا کیا میرا کھانا کھایا ہے بولے معلوم نہیں۔ فرمایا میرے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ بولے معلوم نہیں۔ فرمایا تقصیروار لایق خسارت کے ہوتا ہے اور ایک ساعت سر بزرک نیچے ڈالا بہ ہیبت اور وقار سے آپ بڑے ذی رُعب معلوم ہوئے پھر فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اُس نے آپکا چہرہ مبارک دیکھا تھا اور ظن آپ کے ساتھ نیک کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس سبب سے اُس پر رحم فرمایا سوا ُسکے بعد کبھی آواز قبر سے نہ سنی گئی۔

حکایت: شیخ صالح ابو حفص عمر کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور انبیاء اور اُن کی اُمتیں موقف کی طرف آرہی ہیں انبیاء کے پیچھے ایک دو آدمی ہیں پھر

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہیں۔ اُمت اُن کی بہت ہے جیسے رات کی گھٹا اور ان میں مشائخ ہیں اور ہر شیخ کے ہمراہ اپنے دوست ہیں۔ شمار اور انوار میں متفاوت ہیں۔ اتنے میں ایک مرد مشائخ میں سے آیا ہمراہ اُن کے بہت خلقت ہے سب سے زیادہ میں نے اُن سے پوچھا یہ کون ہیں بولے یہ شیخ عبدالقادرؒ ہیں اور اصحاب اُنکے۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ مشائخ میں آپ سے بڑھ کر حُسن میں کوئی نہیں دیکھا۔ اور نہ انکے تابعین میں آپ کے تابعین سے زیادہ حسن والا ہے۔ آپ نے یہ شعر پڑھا

اِذَا کَانَ مِنَّا سَیِّدٌ فِی عَشِیْرَۃٍ	عَلَاھَا وَاِنْ ضَاقَ الْخَنَاقُ حَمَاھَا
وَمَا اخْتَبَرَتْ اِلَّا وَ اَصْبَحَ شَیْخُھَا	وَمَا افْتَخَرَتْ الَّا وَ کَانَ فَتَاھَا
وَمَا ضُرِبَتْ بِالْاَبْرَقِیْنَ خِیَامُنَا	فَاَصْبَحَ مَاوٰی الطَّارِقِیْنَ سِوَاھَا

یعنی جب ہو کسی قبیلے میں ہمارا سردار تو سب سے عالی ہوگا اگر حلق میں رسی تنگ ہو جائے تو اُس سے چھوڑ دیگا۔ اور نہیں امتحان لیا اُس قبیلہ میں مگر ہمارا سردار اُسکا قطب ہوا اور نہیں فخر کیا اُس قبیلہ نے مگر ہمارا سردار جوان مرد رہا اور ہمارے خیمے مقام ابرقین میں (ابرقین مدینہ شریف کے پاس بنی جعفر کا چشمہ ہے) لگائے گئے کہ رات کے آنے والے مسافروں کا ٹکانا اُن کے سوا ہووے۔ اور حضرت شیخ قدس سرّہٗ فرماتے تھے بھائی حسین حلاج لغزش کھا گیا۔ اُسکے زمانہ میں ایسا کوئی نہیں تھا کہ اُسکا ہاتھ پکڑتا اگر میں اُس زمانہ میں ہوتا تو اُسکا ہاتھ پکڑتا۔ اور میرے دوستوں اور مریدوں اور محبوں میں سے جسکا گھوڑا لغزش کھائے قیامت تک میں اسکا ہاتھ پکڑنے والا ہوں۔

حکایت: بشر قرظی نے کہا کہ نیشاپور کے راستہ میں چوداں شتر لشکر کے لدے

ہوئے تھے ایک جنگل ڈرانے میں اترے جہاں بھائی بھائی کے ساتھ خوف کے مارے کھڑا نہیں رہتا تھا۔ اوّل شب میں کوچ کیا۔ سو چار شتر باردار گم گئے اور قافلہ چلا گیا اور میں اونٹوں کی تلاش میں قافلہ سے جُدا ہو گیا اور ساری رات ڈھونڈھتے رہے پتا نہ لگا۔ جب پَو پھوٹی مجھ کو حضرت شیخ کا قول یاد آیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تو کسی سختی میں پڑے تو مجھ کو پکارنا وہ سختی تجھ سے دور ہو جائے گی۔ پس میں نے پکارا یا شیخ عبدالقادر میرے شُتر چرائے گئے۔ یا شیخ عبدالقادرؒ درمیرے شُتر چرائے گئے۔ پھر میں نے مطلع فجر کی طرف التفات کیا تو صبح کی روشنی میں ایک شخص ٹیلے پر نظر آیا۔ سفید لباس میں آستین سے مجھ کو بشارہ کرتا ہے کہ تعال تعال یعنے ادہر آ ادہر آ۔ پس جب میں ٹیلے پر چڑھا تو کوئی آدمی نہ آیا۔ پھر دیکھا تو چاروں شُتر ٹیلے کے پاس وادی میں بیٹھے ہیں اُن کو پکڑ لیا اور قافلہ کو جا ملے۔ یہ قصہ عبداللہ حبابی نے لکھا ہے اور ابوالمعالی نے کہا کہ یہ حکایت ابوالحسن علی خیاز کے سامنے میں نے بیان کی سو اُس نے کہا میں نے ابوالقاسم عمر بزاز سے سُنا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت شیخ قدس سرّہٗ سے سنا فرماتے تھے جو شخص کسی کربت میں میرے ساتھ استغاثہ کرے تو وہ کربت اُس سے دور ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص کسی شدت میں میرا نام لیکر پکارے وہ شدّت اس سے کھل جاتی ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھ کو وسیلہ بناوے تو وہ حاجت اُس کی روا کی جاتی ہے اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ دفعہ پڑھے پھر درود شریف وسلام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھیجے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور نام میرا زبان پر لادے اور حاجت اپنی یاد کرے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ حاجت اُسکی روا کی جاوے گی۔

فصل: اسمائے مبارکہ اساتذہ حضرت شیخ قدس اسرّہٗ ابوالوفا علی بن عقیل۔ ابوالخطاب محفوظ بن احمد کلورانی۔ ابوالحسن محمد بن القاضی ابن لعلی۔

ابوسعید مبارک بن علی مخزومیؒ۔ یہ اساتذہ مذہب اور فقہ کے اور فروح اور اصول کے ہیں۔ اور حدیث شریف کے مشائخ کثیر ہیں۔ ابوغالب محمد بن حسن باقلانی۔

ابوسعد محمد بن عبدالکریم بن خنبش۔ ابوالغنایم محمد بن علی بن میمون رسی اور ابوبکر احمد بن مظفر بن سوس ثمار اور ابومحمد جعفر بن احمد بن حسین فارسی سراج۔ اور ابوالقاسم علی بن احمد بن بیان کرخی اور ابوعثمان اسمٰعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملہ صجانی۔

ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر۔ اور ابو طاہر عبدالرحمن بن احمد بن عبدالقادر۔ اور ابو البرکات ہبۃُ اللّٰہ بن مبارک بن موسیٰ سقطی۔ وابوالغر محمد ابن مختار ہاشمی۔ اور ابوالنصر محمد وابوالغالب احمد وابوعبداللہ یحی۔ ابناوامام ابی علی حسن بن بنا۔ وابو الحسین۔ مبارک بن عبدالجبار صیرنی معروف۔ بابن طیوری۔ وابومنصور عبدالرحمن بن ابی غالب قراز۔ وابوالبرکات طلحہ بن احمد عاقولی وغیرہم۔ یہ سب حضرت شیخ صاحب کے استاد حدیث کے تھے۔ اُستاد علم ادب۔ ابوزکریحیٰ بن علی تبریزی مشائخ صحبت ابوالخیر حماد بن مسلم وباس ان سے علم وطریقت کا اور علم ادب لیا اور خرقہ شریفہ قاضی ابی سعید مبارک مخرزمی سے لیا آپکی تعریف میں علماء نے یہ القاب لکھے ہیں۔ ذوالبیانین واللسانین یعنی عربی فارسی میں وعظ فرمانے والے اور کریم الجدین والطرفین یعنی حسنی حسینی اور صاحب الرامین والسلطانین یعنی شریعت وطریقت والے اور امام الفریقین والطریقین اور ذی السراجین والمنہاجین۔ اور تلامذہ آپ کے مشائخ جم غفیر ہیں جن کے تفصیل طویل ہے۔ اور اسامی مُفصل اُن کے بہجت الاسرار میں ہیں حکایت۔

حکایت: اکثر مشائخ نے بیان کیا کہ حضرت شیخ کے حضور میں عرض کیا گیا کہ فلاں مرید آپکا کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کو بچشم سر دیکھتا ہوں۔ حضرت نے اُسکو بلوایا اور دریافت فرمایا کہ تو ایسا کہتا ہے اُس نے عرض کیا ہاں سچ ہے۔ حضرت نے اوسکو جھڑکی فرمائی۔ اور اُس بات سے منع فرمایا اور اس سے عہد کیا کہ پھر ایسا نہ کہے گا پھر کسی نے عرض کیا کہ یہ شخص سچا تھا یا جھوٹا فرمایا کہ وہ سچا ہے۔ اشتباہ میں پڑا ہوا ہے اُسکے دل کی آنکھ نے نور جمال دیکھا۔ اور چشم سر کی طرف ایک سوراخ کھل گیا تو اُس کی چشم نے بچشم دل نورِ شہود کو متصل شعاع دیکھا۔ پس گمان کیا کہ چشم سر اُس نور کو دیکھ رہی ہے جس کو چشم دل دیکھتی ہے۔ اور اُسکی بصر نے بصیرت کے ساتھ دیکھا ہے فقط اور یہ نہیں جانتا۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَزَّ وَجَلَّ۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یلتقِیَان بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ الَّا یَبْغِیَانَ ط
(الرحمن:78)

یعنی اللہ تعالیٰ نے دو دریا چھوڑ دیئے اس حال میں کہ ملتے ہیں درمیان اُنکے پردہ ہے اُس سے نہیں گذرتے اور اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے ساتھ اپنے الطاف کے ہاتھوں پر انوار جلال و جمال کے قلوب عباد کی طرف بھیجتا ہے۔ سو یہ قلوب اُن انوار سے وہ لذّت پاتے ہیں جیسے مصور صورتوں سے ادر اس میں کچھ ضرر نہیں اور اس سے پرے ردائے کبریا ہے جس کا چاک ہونا ناممکن ہے اور ہر راستہ کسی کو نہیں ہے یہ بات مشائخ علماء حاضرین سُن کر آپ کے حُسن فصاحت سے مدہوش ہو گئے اور کوئی جامہ چاک کر کے جنگل کی طرف عریاں چلا گیا۔

حکایت: ابونصر موسیٰ بن حضرت شیخؒ فرماتے کہ میں نے والد ماجد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ سے سُنا فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں اپنی سیاحت کے دنوں میں جنگل کی طرف

گیا کئی دن ہوئے کہ پانی نہ ملا پیاس سخت لگی ایک ٹکڑا بادل کا آیا مجھ پر سایہ کیا اور اُس سے کچھ طراوت کے مشابہ برسا میں اس سے سیراب ہو گیا پھر ایک نور دیکھا جس سے کنارے آسمان کے روشن ہو گئے اور ایک صورت نمودار ہوئی اور اُس سے آواز آئی یَا عَبدالقادر اَنا ربک فَقَدْ حَلَلْتُ لَکَ المحرمات یعنی اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں اور تیری خاطر محرمات کو حلال کر دیا۔ میں بولا اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم دور ہو اے لعین۔ پس یکا یک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ نور اندھیرا ہو گیا اور وہ صورت دخان بن گئی۔ پھر مجھ سے خطاب کیا اور کہا کہ اے عبدالقادر تم نے اپنے علم کے سبب مجھ سے نجات پائی بحکم رب اور بہ سبب فقاہت تیرے کے اپنے مقامات میں اور میں نے اِس صورت کے ساتھ ستر (۷۰) اہل طریق کو گمراہ کیا ہے۔ پس میں نے کہا فضل اور منّت میرے رب کے واسطے ہے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے کیسا جانا کہ یہ شیطان ہے۔ فرمایا اس کے قول سے جب بولا کہ تیری خاطر محرمات میں نے حلال کر دیئے۔

فائدہ: حضرتؒ سے سوال کیا گیا کہ موارد اِلٓہیہ اور توارد شیطانیہ میں کیا فرق ہے۔ فرمایا مورد الٰہی طلب سے نہیں آتا اور نہ کسی سبب سے جاتا ہے اور ایک طریقہ پر نہیں آتا۔ اور نہ وقت خاص میں آتا ہے اور توارد شیطانی برخلاف اسکے ہوتا ہے۔ سوال محبت کیا ہے۔ فرمایا تشویش از طرف محبوب دل میں پڑتی ہے تو دنیا اسکو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسا حلقہ خاتم یا مجمع ماتم اور جب مستی ہے جسکے ساتھ افاقہ نہیں اور ذکر ہے کہ مٹتا نہیں اور قلق ہے جسکو سکون نہیں۔ اور سراً وعلانیۃً خالص محبوب کا ہو جانا اور اضطرار واختیار ترک کر دینا بارادت طبیعت نہ تکلف۔ اور محبت نام ہے عمی کا از غیر برائے غیرت محبوب۔ اور عمی از محبوب از ہیبت محبوب محب لوگ مست ہیں جنکو سوائے مشاہدہ محبوب کے ہوش نہیں آتا۔ اور مریض ہیں کہ

سوائے ملاحظہ مطلوب کے شفانہیں پاتے۔اور متحیر ہیں کہ سوائے مولیٰ کے کسی کے ساتھ اُنس نہیں پکڑتے اور بغیر ذکر مولیٰ کے نہیں بولتے۔اُسکے بلانیوالے کے بغیر جواب نہیں دیتے۔

سوال: ازتوحید۔فرمایا وہ ایک اشارہ ہے از صابر بسوئے اخفاء ستر سریرت۔وقت درود حضور کے۔اور مجاوزت قلب کی ہے منتہی مقامات افکار سے۔اور ارتفاع اسکا اعلیٰ درجات وصال پر ہوکر بہ منازل اسرار تعظیم جانا۔بسوئے تقرب برقدم تجرید۔وبسوئے تدانی بسعی تفرید۔مع فناع الکونین۔وتعطل الملکین وخلع النعلین اور حاصل کرنا نورین کا اور فناہ عالمین کا لمعان انوار بروق کشف سے بغیر عریمت سابقہ کے۔

سوال ازتفرید۔فرمایا وداشارت ہے ازمفّر وبسوئے مفرد بسوئے فرد۔جبکہ کونین سے تنہا ہو جاوے اور ملکین سے جدا۔اور وصف وجود وذات سے عُریان ہوکر منتظر واردات آلہیہ کا ہووے کہ اُسکے سر پر کیا نازل ہوتا ہے سوال ازتجرید فرمایا مجرد کرنا سرّ کا ازمدبر بہ ثبات سکون ازطلب محبوب اور عریان ہو جانا لباس طمانینت سے برمفارقت محبوب اور رجوع ازخلق بسوئے حق بہمہ وجوہ

سوال ازمعرفت فرمایا اطلاع برمعانی معانی مخفیات مکنونات وبرشواہد حق درجمیع موجودات اس طور پر کہ ہر شے سے معانی وحدانیت کے لامع ہوں اور فناء ہر فانی میں علم حقیقت کا معلوم ہو باایں ہمہ چشم دل کی نگاہ بسوئے حق ہو۔

سوال ازحقیقت اناالحق کہ حسین بن منصور حلاج نے کہا ہے اور نیز ازمطلب سبحانی اعظم شانی کہ ابویزید بسطامی نے فرمایا ہے کہ میں اپنا نظیر نہیں دیکھتا کہ جس کے سامنے یہ راز فاش کروں اور نہ کوئی امین ہے کہ جس کی خاطر یہ راز فاش کروں۔

سوال از ہمت۔ فرمایا کہ نفس انسان کا از حُب دُنیا و روح اوس کا از تعلق عقبےٰ و دل اسکا از ارات خالی ہوجاوے اور بجائے اُسکے ارادت مولیٰ آجاوے اور سر اُسکا از تعلق کون جُدا ہو جاوے۔ اگر چہ ایک لحہ ہی ہو۔

سوال فرمایا کہ حقیقت وہ ہے کہ جہاں ضداس کا منافی نہیں اور نہ کوئی اُسکا منافی ہے، کل اضداد وہاں باقی ہیں اور اُس کے مقابل جملہ منانی باطل ہیں۔

سوال از اعلے درجات ذکر فرمایا دل میں اشارات حق کا اثر معلوم کرنا بشرط بقاے عنایت سابقہ اسمیں نسیان غفلت کچھ نقصان نہیں کرتی اسوقت خاموشی و دم لینا اور چلنا سب اذکار ہیں۔ یہی ذکر کثیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور احسن الذکر وہ ہے کہ جسکو واردات ملک جبّار کے جوش میں لادیں اور محل اسرار میں پوشیدہ ہوجاوے

سوال از شوق۔ فرمایا کہ احسن الاشواق وہ ہے کہ از مشاہدہ ہولقاے سے فتور نہیں پاتا۔ اور روائت پر سکون نہیں ہوتا۔ اور انس سے زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ جسقدر لقا زیادہ ہو یہ بھی زیادہ ہوتا ہے اور یہ شوق صحیح تب ہی ہوتا ہے کہ جب اپنے علوم سے مجرد ہوجاوے اور موافقت روح ومتابعت ہمت وخط نفس علتیں ہیں شوق ان اسباب سے مجرد ہوتا ہے۔

سوال از توکل۔ فرمایا اشتغال بحق تعالیٰ اور غیر کو بھول کر از ماسوائے غنی ہوجانا۔ غنی کی حشمت کا دور ہونا اور چشم معرفت غیر مقدورات کو ملاحظہ کرے۔ وفروج از خول وقوت خود بسکون برب الارباب۔

سوال از انابت۔ جواب انابت طلب مجاوزت از مقامات اور حذر کرنا اوقوف بر درجات و ترقی کرنی بااعلیٰ مکنونات اعتماد بہت برصد مجالس حضرت پھر رجوع از کل بسوئے حق، ایضاً

رجوع از حق بسوے حق حذراً (ہوشیاری سے) اور از غیر حق بسوئے حق رغباً واز جملہ تعلقات رہباً سوال از فرق مابین انا حسین کے اور انا ابلیس کے کہ قابل اوّل ہی سبب کہنے سے قریب ہوا۔ اور قائل ثانی مردود ہوا۔ اسکا باعث کیا ہے۔ جواب علاج نے انا سے اپنے فناء کا قصد کیا کہ وہ باقی رہے اسکو مجلس وصال میں پہنچایا گیا اور خلعت بقا اُسکو عطا ہوا۔ اور ابلیس نے قصد اپنے بقا کا کیا اس کی ولدیت سلب ہوئی۔ اور درجہ پست ہوا اور لعنت بلند۔ سوال از توبہ۔ جواب توجہ حق کی یہ ہے کہ رجوع حق تعالیٰ کا بسوئے عنایت سابقہ قدیمہ اپنی کے جو نسبت بندہ کی تھی۔ جب یہ نظر ہوتی ہے تو دل بندہ کا ہر ہمت فاسدہ سے منحرف ہوکر منجذب بسوئے حق ہو جاتا ہے۔ روح وعقل تابع وموافق اس کے ہو جاتے ہیں اور توبہ صحیح ہو جاتی ہے۔

سوال از اخلاص۔ جواب حقیقت اخلاص کی ارتفاع ہمت از طلب عوض۔ سوال از دنیا۔ جواب دنیا کو دل سے طرف ہاتھ کے نکال سو تجھ کو ایذا نہ دیویگی۔

سوال از تصوف۔ فرمایا صوفی وہ ہے کہ اپنے طلوب کو مراد حق جانے اور دنیا کو پس پشت ڈال دیوے۔ دنیا اُس کی خدمت کرے اور اُسکو دنیا میں قبل از آخرت مطلوب حاصل ہو۔ یہی اسپر رب کا سلام ہے۔

سوال از فرق مابین تغزز و تکبر۔ جواب تغزز وہ ہے کہ اللہ کے واسطے اور راہ خدا میں ہو۔ اسکا فائدہ رام کرنا نفس کا ہے۔ اور ارتفاع ہمت بسوے اللہ تعالیٰ اور تکبر وہ ہے کہ نفس کے واسطے اور سوائے نفسانی کے راہ میں ہو فایدہ اُسکا ہیجان طبع کا کیر طبعی کبر مکتسب سے اسہل ہے۔

سوال از شکر جواب شکر اُس نعمت نعم کا نام ہے کہ بروجہ خضوع ومشاہدہ منت وحفظ حرمت براہ معرفت وعجز بر شکر ہو۔ اور شکر زبان کا اقرار وبنعمت باوصف عاجزی ہے۔ اور شکر عمل ارکان خدمت گذاری باوقار ہے۔ شکر قلبی قیام وآرام ہے کہ بربساط شہود بامداومت حفظ حرمت ہو۔ شاکر وہ ہے کہ موجود پر شکر گذار ہو۔ اور شکور وہ ہے کہ مفقود پر شکر گزار ہو۔ حامد وہ ہے کہ منع کو عطا دیکھے۔ اور ضرر کو نفع سمجھے۔ اور دونوں وصف اسکے نزدیک برابر ہوں۔

سوال از وجہ تقدم کر عباد بر ذکر حق تعالیٰ ورقول عزوجل فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (البقرۃ: 152) واز باعث نقدم محبت حق تعالیٰ بر محبت عباد۔ درقول عزوجل یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ (المائدۃ: 54) جواب ذکر مقام طلب وکسب کا ہے اور طلب مقدمہ عطا کا ہے۔ لہذا ذکر عباد مقدم فرمایا۔ اور محبت تحفہ آلہیہ ہے محض قدر سے۔ بندہ کا اسمیں کچھ دخل نہیں۔ اور اُسکا وجود بندہ میں صحیح نہیں ہوتا جب تک کہ جانب غیب سے بر دست مشیت ظاہر نہ ہووے۔ عبد اساقط الکسب ہے۔ مفقود السبب لہذا المجبت حق تعالیٰ کے ہماری محبت پر مقدم ہوئی۔

سوال از صبر۔ جواب وقوف مع البلاء واثبات مع اللہ تعالیٰ اور قبول کرنا احکام باری تعالیٰ کو بخوشی اور کشادہ دل رہنا بر حکام کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلع ﷺ صبر اللہ امتثال امر دانتھا بہ نھی کا نام ہے۔ اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ سکون باوقار زیر حکم قضاء واظہار رمناء درفقر ہو۔ اور صبر علی اللہ یہ ہے کہ میلان بسوئے وعدہ خدا کے ہو۔ دنیا سے آخرت کی طرف جانا مومن پر سہل ہے اور خلقت کو چھوڑ کر خدا کی طرف جانا شدید ہے اور نفس سے اللہ کی طرف جانا اشد ہے اور صبر مع اللہ تعالیٰ اشد ہے فقیر صابر غنی شاکر سے افضل ہے۔ فقیر شاکر دونوں سے افضل ہے۔ فقیر صابر وشاکر سب سے افضل ہے۔ بلاء جسکو پہچانتی ہے اس کو طلب کرتی ہے سوال از حسنِ خلق۔ جواب جفائے خلق بعد مطالعہء حق بندہ میں اثر نہ

کرے۔ اپنے نفس کو اور اُسکی خصلت کو اچھی طرح سخت جاننا اور خلقت کو بلحاظ ایمان و حکمت جوان میں ودیعت ہی بڑا جاننا۔ افضل مناقب عبد ہے اور اوسکے ساتھ مردوں کے جوہر ظاہر ہوتے ہیں۔ سوال از صدق و جواب صدق در قول موافقت ضمیر مع القول کا نام ہے اور صدق در اعمال اقامت اعمال کی اس طرح پر کہ حق تعالیٰ دیکھتا ہے اور بندہ خود نہ دیکھے اور صدق در احوال یہ کہ خاطر حق کو قائم کر کے سلوک کرے کہ مطالعہ رقیب ومنازعت فقیہ اس کی صفائی کو مکدر نہ کرے۔

سوال از فناء۔ جواب یہ کہ اللہ تعالیٰ سر دلی کو بادنے تجلی دیکھے کہ خیال کل عالم کا اس سے دور ہو جاوے۔

سوال از بقاء۔ جواب بقاء بلا لقاء نہیں ہوتا۔ اور لقا مثل لمحہ بصر کے یا اقرب اُس سے ہوتا ہے۔ اور علامت اہل بقاء کی یہ ہے کہ اُس وصف میں اُسکے ساتھ کوئی شے فانی نہ ہووے۔

سوال از وفاء۔ جواب رعایت حقوق اللہ تعالیٰ کی حرمات میں کہ سر دنظر کے ساتھ ادن کو مطالعہ نہ کرے ومحافظت حدود اللہ قولاً فعلاً ومسارعت بسوئے رضاء اللہ کلا سراً وجہراً۔

سوال از رضاء۔ جواب ازالہ الترددو اتفاق مع سابقہ ازلی ونزول قضاء کی طرف دل نہ پھرنا یعنی دل موافق قضاء کے رہے۔

سوال از ارادت۔ جواب تکرار فکر در دل بمادہ حرص اس چیز کے جسکا ذکر آیا ہو۔

سوال از عنایت جواب عنایت ازلیہ صفت اللہ کی ہے وہ کسی کے لئے ظاہر نہیں کی گئی۔ وہاں تک رسائی بوسیلہ نہیں ہوتی اور کسی طرح اوس میں تغیر وتبدل نہیں ہوتا۔ وہ سرّ ہے اللہ تعالیٰ کا اُسی کے ساتھ ہے کوئی اُسپر مطلع نہیں ہوتا۔ عنایت سابقہ کیواسطے جسے چاہا لایق

کر دیا اور عنایت پر اہلیت ومعرفت رکھی ہے پھر رویت اختیار خلقت کو دیا عطاء بر رویت اختیار رکھی پھر رویت عطا پر توفیق رکھی۔ پھر رویت کو توفیق پر قبول رکھا۔ پھر رویت قبول پر ثواب رکھا۔ اور علامت اوس کی کہ جس پر عنایت ازلی ہے اسر وسلب وحبس وقید ہے۔ یعنی ہر حرکت وکام سے روک کر۔ اختیار لے لینا پھر در بار قدسی میں محبوس کر کے بزنجیر حرمت مقید کر دینا۔ سووہ اللہ ہی کے پاس مقید رہتا ہے۔

سوال از دجد۔ جواب **مشغول** ہونا روح کا ساتھ حلاوت ذکر کے اور مشغول ہونا نفس کا ساتھ خوشی کے۔ اور باقی رہنا سر کا فارغ از ماسوی۔ ہونا محب کا ساتھ حق کے خالی ارز قیب۔

جواب دیگر۔ وجد شراب ہے کہ مولیٰ اپنے ولی کو منبر کرامت پر پلاتا ہے تو اوس کا دل بہ پر ہے اُنس طیران کر کے ریاض قدس میں پہنچتا ہے پھر ہیبت کے دریاؤں میں گر کر بیہوش ہو جاتا ہے۔

فائدہ: خوف چند اقسام ہے۔ خوف برائے گنہگاراں۔ رہبت عباد کو۔ خشیت علماء کو وجد محبول کو ہیبت عارفوں کو۔ گنہگاروں کو خوف عذاب سے ہے۔ اور عباد کو فوات ثواب عبادات سے۔ اور علماء کو شرک خفی سے درطاعات اور محبوں کو فوات بقاء سے اور عارفونکو ہیبت وتعظیم سے۔ یہ سخت خوف ہے کبھی دور نہیں ہوتا۔ یہ سب اقسام خوف کے سکون پذیر ہوتے ہیں۔ جب رحمت ولطف کے ساتھ بندہ کو قریب کر دیوے۔ سوال از رجاء۔ جواب رجاء اولیاء اللہ حسن ظن مع اللہ کا نام ہے اور **حسنِ ظن مع اللہ معرفت بجمع صفاتہ** کا نام ہے جو بندہ پر اللہ سے فائض ہوئے ہیں اور نیز حُسن ظن۔ تعلیق ہمت بر سابقہ نظر عنایت کا نام ہے۔ نیز نظر قلب بسوئے رب بلا طمع فواد و بلا تمنائے نفس وروح ہے۔ رجائے عوام تب

ہوتی ہے کہ جب اکثر اسباب تیار ہوجاویں۔اور جب اکثر اسباب جمع ہوں تو طمع ہی در ضمن رجاء۔اور رجاء بلا خوف امن ہوتا ہے۔اور خوف بلا رجاء قنوط ہے یعنی (مایوسی) سوال از علم الیقین۔جواب جمع کرنا خبر اور معرفت کو دلیل سے سوال از موافقت۔جواب دل قضائے الٰہی کے ساتھ موافقت کرے بلا عجز بشریت کے۔

سوال از دعاء۔جواب دعاء تین درجہ پر ہے ایک تصریح دوم تعریض۔سوم اشارت۔تصریح قول موسیٰ علیہ السلام رَبِّ اَرِنِیۡ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ تعریض قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لَا تُکَلِّمُنَا اِلٰی لَاَنۡفُسَنَا طَرۡفَۃَ عَیۡنٍ اور اشارت قول ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی۔اشارت کرتے ہیں طرف رویت کی۔

سوال از حیاء۔جواب کہ حیا یہ ہے کہ بندہ اللہ کہے اور حق اللہ کا ادا کرے۔اور اللہ کی طرف ساتھ عمل نالائق شان الٰہی کے متوجہ ہووے۔اور اللہ تعالیٰ سے اوس چیز کی تمنا کرے۔جس کا اپنے آپ کو مستحق نہیں جانتا۔اور معاصی کو حیاء ترک کرے نہ خوفاً۔اور طاعت کے ادا کرنے میں اپنے آپ کو تقصیر وار جانے۔اور حق تعالیٰ کو اپنے دل پر مطلع جانے اور حیاء کرے۔اور گاہے گاہے حیاء اس سے پیدا ہوتا ہے کہ جب حجاب دل وہیبت کا نہ رہے۔

سوال از مشاہدہ۔جواب کونین سے اندھا ہو جانا۔از چشم دل اور مطالعہ کرنا بچشم معرفت بغیر توہم استدراک وطمع وتصور وتکیف وبغیر طلب ادراک۔اور نیز یہ کہ اطلاع قلب کی بصفاء یقین اس غیب پر جس کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔

سوال از قرب۔جواب طے مسافات بلطف مداناۃ۔

سوال از سکر۔ جکواب جوش دل بروقت معاوضہ کرنے ذکر محبوب کے۔ اور خوف اضطراب قلب از سطوات محبوب۔ اور یقین نام ہے تحقیق کرنیکا اسرار وساتھ احکام معدیات کے اور وصل اتصال محبوب اور انقطاع از ماسوٰی کا نام ہے۔ اور انساط دور کرنا احتشام کا بروقت سوال اور غیبت درذکر یہ ہے کہ بندہ بروقت ذکر اپنے نفس کو دیکھے۔ اور حق سے غائب ہووے۔ اور غیبت حرام ہے۔ اور ترک احترام بروقت مشاہدہ حرام ہے۔ اور غیبوبت محبت کے ساتھ غیر متصور ہے۔ پس جب ارادت قوی ہو۔ اور ذکر اوس کے ساتھ متصل ہو جاوے۔ اور مراد کی طلب شدید ہوجاوے۔ تو محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب مراد قلب پر مسلّو لی ومسلط ہوجاوے اور ارادت غیر محبوب کا ساقط ہوجاوے تو اس حالت کا نام محبت خالص ہے۔ پس جب بندہ حق کا ذکر کرے تو وہ محب ہے۔ اور جب حق بندہ کو یاد کرے۔ اور بندہ سے تو بندہ محبوب ہے۔ اور خلق حجاب ہے نفس سے اور نفس حجاب ہے حق سے، بندہ جب تک خلق کو دیکھتا ہے تو نفس نظر نہیں آتا اور جب تک نفس کو دیکھتا ہے تو رب نظر نہیں آتا۔ اور فقر موت ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ وس میں جیتے رہیں اور قال کی پیروی عام لوگ کرے ہیں۔ اور حال کی خاص اور جب حق تعالیٰ بندہ کے ساتھ انبساط کرتا ہے تو بندہ منبسط ہوجاتا ہے۔ اور رخصت غریمت ہو جاتی ہے۔ اور غریمت میں رہبری ہے۔ اور رخصت ناقص الایمان کے واسطے ہے۔ غرسمیت کامل الایمان کے واسے۔

حکایت: حضرت شیخ قدس سرہٗ کے پیش قاری نے پڑھا لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ یعنی آج کس کے لئے ملک ہے تو حضرت ایستادہ ہوکر اشارہ فرما کر فرماتے رہے مَن یَقُولُ الْمُلْکُ لِی یعنی کون کہتا ہے کہ ملک میرا ہے اور سب لوگ حضرت کی متابعت میں ایستادہ تھے۔ جب حضرت نے یہ لفظ بار بار فرمایا تو شیخ احمد دادان جو بڑا صالح تھا بولا کہ میں کہتا

ہوں اَلْمُلْکُ لِی یعنی ملک میرا ہے۔ کیونکہ وہ (اللہ) میرا ہے اور میرے جیسا اس کا کوئی نہیں۔ پس حضرت نے اس کو سخت جھڑکا اور فرمایا احمق کب تو اس کا ہوا تھا کہ وہ تیرا ہوتا تو نے کب دیکھا ہے بلاء کو کہ تیری حمی کے پاس آئی ہو اور تو نے اُسکی خاطر سر نیچے ڈال دیا ہو۔ سوتو دوسر ہو جا پس شیخ احمد جامہ چاک کر کے بیابان کو چلا گیا۔ اور حضرت شیخؒ نے جو رتبہ قطبیت کا پایا سب کچھ بواسطہ اپنی جد امجد علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بوجہ اتم واکمل حاصل کیا۔ حضرت شیخ قدس سرّہ کے مناقب میں بڑے بڑے علماء و اولیاء کتابیں لکھ گئے ہیں اوس کی تفصیل کی رسالہ گنجایش نہیں منجملہ ان کے امام یافعی اور مجدالدین صاحب قاموس اور علامہ قسطلانی اور موسیٰ بونیتی ہیں اور تیس اولیاء اللہ جن کے مناقب اور القاب کتاب لہجت الاسرار میں درج ہیں۔ سب مداح حضرت شیخ کے ہیں منجملہ ان کے شیخ قضیب البان موصلیؒ ہے جو اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور حضرت شیخ و شیخ عدی بن مسافر کے خط و پیغام لاتا تھا وہ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ رہبر رکہان محبین کے ہیں اور قدوۃ السالکین و امام الصدیقین و حجۃ العارفین و صدر المقربین ہیں۔ عرض جو کچھ بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اپنے اعتقاد کو ظاہر ہے لیکن اصل حقیقت حضرت شیخ کو معلوم تھی اور جو کیفیت اپنی ذات مبارک پر وارد تھی۔ دوسرے کو معلوم نہیں سو بیان اس حقیقت کا جو حضرت نے فرمایا وہی بجا اور صحیح ہے اور حضرت کے قصاید عربی میں بہت ہیں جن سے فضیلت ملی اقطاب اور اغواث پر ثابت ہے قصیدہ اور یہ آپکا مشہور ہے اس کے مطالعہ کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپکی فضیلت سب سے زیادہ ہے باستشنائے اصحابؓ کبار وائمہ آل اظہار۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

مَا فِی الصَّلٰوۃِ مَنۡھَل "مُسۡتَعۡذَب" اِلَّا وَلِیۡ فِیۡہِ الْاَلَذُّ الْاَطۡیَبُ

نہیں عشق میں کوئی چشمہ شیریں مگر میرے لیے اس میں بڑا لذیذ شیرین ہے

اَوۡ فِی الْوَصَالِ مَکَانَۃ "مَخۡصُوۡصَۃ" اِلَّا وَمَنۡزِلَتِیۡ اَعَزُّ وَاَقۡرَبُ

یا اس میں کوئی مرتبہ خاص نہیں مگر میرا مرتبہ بہت عزت والا و قرب والا ہے

وَھَبَتۡ لِیَ الْاَیَّا کُمۡ رَوۡنَقَ صَنۡفُوۡ صَا فَحَلَتۡ مَنَاھَلُھَا وَطَابَ الْمَشۡرَبُ

بخشی ہے مجھ کو دنوں نے رونق اپنی صفائی کی سو شیریں ہو گئے چشمے ان کے اور پاک ہو گیا گھاٹ

وَغَدَوۡتَ مَخۡطُوۡبًا لِکُلِّ کَرِیۡمَۃٍ لَا یَھۡتَدِیۡ فِیۡھَا اللَّبِیۡبُ فَیَخۡطَبُ

اور ہو گیا میں مطلوب ہر ایک بزرگی کا جس بزرگی کی طرف دانا راہ نہیں پاتا کہ

اَنَا مِنۡ رِجَالٍ لَا یَخَافُ جَلِیۡسُھُمۡ رَیۡبَ الزَّمَانِ وَلَا یَرٰی مَا یَرۡھَبُ

میں ان مردوں سے ہوں کہ ان کا ہمنشین نہیں ڈرتا گردش زمانہ سے اور نہیں دیکھتا اس چیز کو جس سے ڈرنے اوروں کی فوج کہتے ہیں۔

قَوۡم "لَھُمۡ فِیۡ کُلِّ مَجۡدٍ رُتۡبَۃٌ عَلَوِیَّۃ" وَبِکُلِّ جَیۡشٍ مَوۡکِبُ

وہ قوم ہیں ان کے واسطے ہر بزرگی میں رتبہ ہے بلند اور ہر لشکر میں خاص سواری ہے جس کو

اَنَا بُلۡبُلُ الْاَفۡرَاحِ اَمۡلَا دَوۡحَھَا اَرۡبًا وَفِی الْعَلۡیَاءِ بَازٌ اَشۡھَبُ

میں بلبل خوشنوا ہوں پھرتا ہوں اور مکے درختوں کو دانائی سے اور بلندی میں باز سپید ہوں

اَضْحَتْ جُیُوْشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِیَّتِیْ طَوْعًا وَ مَھْمَا رُمْتُہٗ لَا یَعْزُبُ

ہو گئے سب لشکر عشق کے مرے ارادہ کو تحت میں خوشی اور جب اس کا قصد کرتا ہوں تو وہ غائب نہیں ہوتا

اَصْبَحْتُ لَا اَمَلًا وَ لَا اُمْنِیَۃً اَرْجُوْ وَ لَا مَوْعُوْدَۃً اَتَرَقَّبُ

ہو گیا میں کہ نہ کوئی امید ہے اور نہ آرزو ہے کہ جس کی مجھے انتظار ہو اور نہ وعدہ ہے جس کا میں منتظر ہوں

مَا زِلْتُ اَرْتَعُ فِیْ مَیَادِیْنِ الرِّضٰی حَتّٰی بَلَغْتُ مَکَانَۃً لَا تُوْھَبُ

ہمیشہ میں پھرتا و چرتا رہا رضا کے میدانوں میں یہاں تک کہ میں پہنچا ایسے مرتبہ میں کہ نہیں بخشا جاتا

اَضْحَی الزَّمَانُ کَحُلَّۃٍ مَنْ قُوْمَۃٍ تَنْ ھُوْ وَ نَحْنُ لَہٗ لَسْتَ اَزْ لُمَذْھَبُ

ہو گیا زمانہ مثل دوہری چادر منقش کے چمک رہی ہے اور ہم اس کا نقش ہیں سنہری

اَفَکَتْ شَمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمِسُنَا اَبَدًا عَلٰی فَلِکَ الْعُلٰی لَا تُغْرُبُ

غروب ہو گیا آفتاب پہلے لوگوں کے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ آسمان بلندی پر ہے غروب نہیں کرے گا

قدتمت

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت قطب ابدی ہیں اور اب بھی متصرف باذن اللہ تعالیٰ یہ ہے اور معنی باز شب کے نزدیک صوفیائے کرام کے یہ ہیں کہ ولی اپنے احوال میں متمکن ہو اور طوارق واردات آلیہ درجات سے اس کو جنبش نہ دیں بظاہر باخلق ہو بسرایرہ

باحق۔ صورت اس کی روشن ہو اور ہمت اس کی بلند اور وہ مددگار خائفین کا ہو اور حافظ عارفین کا۔ کتاب فتح المومنین میں ص ۴۰ جو حضرت شیخ کے مناقب میں ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی گود میں ہوں، میں نے دودھ پیا پھر حضرتؐ اندر آئے اور فرمایا۔ اے عائشہؓ! یہ ہمارا ولد ہے بالتحقیق اور اول جس نے حضرت کو باز اشہاب کا لقب دیا ہے۔ شیخ عقیلؒ تھے۔

قصیدہ دوسرا

طُفْ بِخَانِی سَبْعًا وَ لُذْبِذْمَاهِیْ وَنَجَرْ لِنَ وُرَتِیْ کُلَّ عَامٖ

طواف کر میری گھر کا سات بار اور پناہ لو میرے عہد کی الگ ہو گھر بار سے واسطے زیارت میری کے ہر سال

اَنَا سِرَّ االاَسْرَادِ مُنِ سِرِّ سِرِّیْنِی کَعْبَتِیْ رَاحَتِیْ وَ لِبَسْطِیْ مُدَاسِیْ

میں رازوں کا راز ہوں راز در راز اپنے سے میرا کعبہ میرا صحن ہو اور انبساط میرا شراب ہے

اَنَا نَشْرُ الْعُلُوْمِ وَ الدَّرْسُ شُغْلِیْ اَنَا شَیْخُ الْوَرٰی وَ کُلِّ اِمَامٖ

میں زندگی سارے علموں کا ہوں اور درس میرا شغل ہے میں پیشوا کل خلقت کا ہوں اور کل اماموں کا

اَنَا فِیْ مَجْلَسِیْ تَرَیْ الْعَرْشُ حَقًّا وَ جَمِیْعَ الْاَعْمَلَاکِ فِیْهِ قِیَامٖ

میں اپنی مجلس میں ہوں اور تو دیکھے عرش کو محقق اور سارے فرشتوں کو اس میں ایستادہ

قَالَتِ الْاَوْلِیَا جَمِیْعًا بِعَزْمٍ اَنْتَ قُطُبٌ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنَامٖ

کہنا سارے ولیوں نے پختہ عزم سے کہ آپ قطب ہو ساری خلقت پر

قُلْتُ کُفُوْا ثُمَّ اسْمَعُوْا نَصَّ قَوْالِیْ اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِیْ وَ غُلَامِیْ

میں نے کہا ٹھہرو پھر سنو صریح بات میری قطب میرا خادم و غلام ہی ہے

کُلُّ قُطْبٍ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ سَبْعًا وَ اَنَا الْبَیْتُ طَائِفٌ بِخِیَامِیْ

ہر قطب طواف کرتا ہے۔ بیت اللہ کا سات وضع میں بیت اللہ ہوں طواف کرتا ہوں اپنے خیموں کا

کَشَفُ الْحُجُبِ وَ السُّتُوْرِ الْعِیْنِیْ وَ دَعَانِیْ الْحَضْرَتِ وَ مُقَامِیْ

کہنا پردوں کا واسطے آنکھ میری کو ہے مجھ کو بلایا ہے واسطے حضور میرے کو و مقام میرے کو

فَاخْتَرَقَتِ السُّتُوْرُ جَمْعًا لِحُبِّی عِنْدَ عَرْشِ الْاِلٰهِ کَانَ مُقَّامِیْ

پس پھٹ گئے سارے پر وہی میری محبت کے لیے نزدیک عرش خدا تعالیٰ کے تھا مقام میرا

وَ کَسَانِیْ بِتَاجِ تَشْرِیْفِ عِزٍّ وَ طِرَازٍ وَ خَلْعَةٍ بِاخْتِتَامِ

اور پہنایا مجھ کو تاج تشریف عزت کا اور طراز و خلعت ختم اولایت کا

فَرَسُ الْعِزِّ تَحْتَ سَرَحِ جَوَادِیْ وَ رِکَابِیْ عَالٍ وَ غِمْدِیْ مُحَامِیْ

گھوڑا عزت کا تلے زریں مری ہی کھیل گھوڑے کے ہیں رکاب مری بلند ہے اور میان مرا حمایت کرنے والا

وَ اِذَا مَا جَذَبْتُ قَوْسِ مَرَامِیْ کَانَ نَارُ الْجَحِیْمِ مِنْهَا سِهَامِیْ

اور جب میں کھینچتا ہوں کمان اپنے مطلب کی ہوتی ہے آتش دوزخ کی اوس سے تیز میری

سَائِرُ الْاَرْضِ کُلَهَا تَحْتَ حُکْمِیْ وَ هِیَ فِیْ قَبْضِیْ کَفَرْخِ الْحَمَامِ

ساری زمیں میرے حکم کے تلے ہے اور وہ میری قبضہ میں ہے مثل بچہ کبوتر کے

مَطْلِعُ الشَّمْسِ ثُمَّ اَقْصٰی الْغُرُوْبِ خُطْوَتِیْ وَ اَقَلُّھَا بِاِھْتَمَامِ

مشرق آفتاب اور نہایت مغرب میرا ایک قدم ہے اور اس سے کم ہے ساتھ ہمت کے

اَمُرِیْدِیْ لَکَ الْنُّھَا بِدَوَامِ عَیْشُ عَزٍّ وَرِفْعَۃٍ وَاِحْتَرَامِ

اے میرے مرید واسطے تیری ہی زندگی عزت اور بلندی اور حرمت کی مبارک ہمیشہ کی

وَمُرِیْدِیْ اِذَا دَعَانِیْ بِشَرْقٍ اَوْ بِغَرْبٍ اَوْ نَازِلٍ بَحْرَ طَامٍ

اور میرا مرید جب پکارے مجھ کو مشرق میں یا مغرب میں یا تلے دریا چڑھ ہوئی کے

اُغِشْہُ لَوْ کَانَ فَوْقَ ھَوَاءٍ اَنَا سَیْفُ الْقَضَا لِکُلِّ خِصَامٍ

اس کی فریاد کو پہنچوں گا اگر ہوا پر ہو میں تلوار ہوں قضا کے واسطے ہر خصلت کے

اَنَا فِیْ اُحشِرْ شَافِعٌ لِمُرِیْدِی عِنْدَ رَبِّیْ فَلَا یُرَدُّ کَلَامِی

میں قیامت میں سفارش کرنے والا ہوں اپنے رب کے پاس سو میری کلام رونے کی اپنے مرید کی جگہ ہے

اَنَا شَیْخٌ وَصَالِحٌ وَوَلِیٌّ اَنَا قُطْبٌ وَقِدْوَۃٌ لِلْاَنَامِ

میں شیخ الاسلام ہوں اور مقبول عنداللہ میں قطب ہوں اور پیشوا خلق کا اور دوست خدا

اَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ طَابَ وَقْتِیْ جَدِّیْ الْمُصْطَفٰی شَفِیْعُ الْاَنَامِ

فَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ بِطُوْلِ الدَّوَامِ

پس ان پر صلوٰۃ ہو ہر وقت میں اور ان کی آل پر ساتھ درازی دوام کے

ایضاً قصیدہ منہ قدس سرہٗ

سَقَانِیْ حَبِیْبِیْ مِنْ شَرَابِ ذَوِی لُفَجْدٖ فَاَسْکَرَنِیْ حَقًافَغِبْتُ عَلٰی وَجْدِیْ

میرے حبیب نے مجھ کو پلائی شراب بزرگی والوں کی سو اس نے مجھ کو مست کر دیا سچا پس اپنے وجد میں غالب ہو گیا

وَ اَجْلَسَنِیْ فِیْ قَابِ قَوْسَیْنِ سَیِّدِیْ عَلٰی مِنْبَرِ التَّخْصِیْصِ فِیْ حَضْرَۃِ الْمَجْدِیْ

بٹھا مجھ کو قاب قوسین کے مقام میں میرے سردار نے اوپر منبر تخلیص کے اندر دربار بزرگی کے

حَضَرْتُ مَعَ الْاَ قُطَابَ فِیْ حَضْرَۃِ اللِّقَاءِ فَغِبْتُ بِہٖ عَنْھُمْ وَ شَاھَدْہُ وَحْلِدِیْ

میں حاضر ہوا ساتھ اقطاب کے دربار دیدار میں سو میں غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ اس نے اور دیکھا ہے اکیلا ہی اسے دیکھا

فَمَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ اِلَّا بَقِیَّتِیْ وَ فَضْلَۃَ کَاسَاتٍ بِھَا شَرِبُوْا الْعَبْدِیْ

پس نہ پیا عاشقوں نے مگر میرا جوٹھا اور پسماندہ پیالوں کا اس میں پیا میری بعد

وَلَوْ شَرِبُوْا مَا قَدْ شَرِبْتُ وَعَایَنُوْا مِنَ الْحَضْرَتِ الْعُلْیَا شَرَابَ ذَوِی الْوُدْ

اگر وہ پیتے جو میں نے پیا اور دیکھتے دربار عالی سے شراب دوستوں کا

لَاَمْسَوْا اسُکَارٰی قَبْلَ اَنْ یَقْرَبُوا لِھَا وَ اَمْسَوْا حَیَارٰی مِنْ مَضَامَۃِ الْوِرْدِیْ

البتہ ہو جاتے مست قبل از قریب ہونے کے اور ہو جاتے حیران از وحام اترنے سے

اَنَا الْبَدْرُ فِیْ الدُّنْیَا غَیْرِیْ کَوَاکِب ٭ وَ کُلُّ فَتًی یَھْوِیْ فَذَالِکُمْ عَبْدِیْ

میں بدر ہوں دنیا میں اور دوسرے ستارے ہیں ٭ اور سارے جواں مرد عاشق میرے غلام ہیں

وَ بَحْرٍ مُحِیْط بِالْبِحَارِ بِاَسْرِھَا ٭ وَ عِلْمِیْ حَوٰی مَا کَانَ قَبْلِیْ وَ مَا بَعْدِیْ

اور دریا میرا محیط ہے سارے دریاؤں کو ٭ اور علم میرا حاوی ہے اول و آخر کو

وَ سِرِّیْ لَهُ الْاَسْرَارُ تَنْ جُرْ فِیْ الدُّجٰی ٭ کَزَجْرِ سَحَابِ الْاُفِقِ مِنْ مَلَکِ الرَّعْدِ

میرے راز کے راز ہیں تاریک راتوں میں چلتے ہیں ٭ جیسا کہ افق کا ابر فرشتہ رعد سے چلتا ہے

فَاِنْ شِسْتَ اَنْ تَحْظٰی بِعِزٍّ وَ قُرْبَتِهٖ ٭ فَدَاوِمْ عَلٰی حُبِّیْ وَ حَافِظْ عَلٰی اعَبْدِیْ

پس اگر تو چاہے کہ عزت و قربت سے بہرہ ور ہو ٭ تو میری محبت پر دائم اور میرے قول پر قائم رہو

وصایا حضرت شیخ قدس سرہ

حضرت عبدالوہابؒ نے حضرت غوث الاعظم قدس سرہ سے وصیت مبارک طلب کی۔ فرمایا: تقویٰ اللہ تعالیٰ کا کرنا اور کسی سے خوف نہ کرنا مگر اللہ تعالیٰ سے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے سے امید نہ کرنا اور کل حاجات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینی اور اسی سے طلب کرنا اور بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی چیز سے لذت نہ پکڑنا اور اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی پر اعتماد نہ کرنا اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی بڑی وصیت یہ بھی تھی کہ یہ طریقہ ہمارا ان پر مبنی ہے۔ کتاب اللہ و سنت رسولؐ و سلامت صدور، نفس و سخاوت دست و کشادہ پیشانی و بذل

مال وکف اذیٰ وعفوا زنفرشہا سے برادران اور نیز یہ ہے کہ حفظ حرمات ومشائخ وحسن معاشرت یہ برادران ونصیحت خورد و بزرگ کو وترک قصوصیات دنیاوی۔ مگر دینی چاہیے و ملازمت ایثار (یعنی اپنی حاجت ہوتے ہوءبھی دوسرے کو دینا) ودور رہنا کثرت اموال سے وترک صحبت اس سے جس کے طبقہ میں داخل نہ ہوں۔ ومعاونت امور کی دین ودنیا میں اور نیز یہ کہ حقیقت فقر کی یہ ہے کہ اپنے مثل کی طرف محتاج نہ ہونا اور حقیقت غنا کی یہ ہے کہ اپنے مثل سے غنی ہونا اور تصوف قیل قال سے نہیں لیا گیا لیکن تصوف گرسنگی اور ترک دیناو قطع شہوات ومحبوبات لیا گیا ہے اور نیز یہ کہ تصوف مبنی ہے۔ آٹھ خصال پر سخاوت، را، صبر، اشارت، غربت، لباس، صوف، سیاحت، فقر، سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے ہے جوجد ہیں۔ انبیائے کرام کے اور رضا حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کے واسطے ہے اور صبر حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے اور اشارت حضرت زکریا علیہ السلام کے لیے اور غربت حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے اور لباس صوف حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے اور سیاحت حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے لیے اور فقر میری جدامجد محمد مصطفی خاتم المرسلین علیہ الصوۃ والسلام کے لیے ہے۔ اور نیز یہ کہ اول اغنیا کی صحبت میں غنی بن کر باعزت رہنا اور فقراء کی صحبت میں فقیر بن کر رام رہنا اور اخلاص لازم کرنا اور اخلاص نام ہے۔ اس وصف کا جو خلق کو فراموش کر کے ہمیشہ خالق کو دیکھتا رہے اور اللہ تعالیٰ کو کسی شے میں مہتم نہ کرے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ آرام پذیر ہو اور دوستی کے اعتماد پر کسی بھائی کا حق تلف نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مومن پر دوسرے مومن کا حق فرمایا ہے اور خدمت فقراء کی کرنا جو کوئی فقراء کے ساتھ تین طرح پیش آئے تو واضح حسن ادب وسخاوت نفس تو خدا تعالیٰ اور اس کو معزز رکھتا ہے اور نیز فقیر وہ ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کے ساتھ

مستغنی نہ ہو اور صولت فقیروں پر مذموم ہے اور امیروں پر حماقت۔ یہی نصائح اولاد و مریدوں کو کافی ہیں۔ اسامی اولاد امجاد شیخ عبدالوہاب شیخ عبدالرزاق و شیخ عبدالعزیز و شیخ عبدالجبار شیخ عبدالغفور، شیخ عبدالغنی، شیخ صالح، شیخ محمد، شیخ موسیٰ، شیخ عیسیٰ، شیخ ابراہیم، شیخ یحییٰ یہ اصغر ہیں اور کریمہ امۃ الجبار علویۃ فاطمہ قدس اللہ سرہٗ ابن بخارا اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ میں نے حضرت شیخ عبدالرزاق قدس اللہ سرہٗ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ اولاد حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کی ۴۹ ہیں، ۲۷ مرد اور باقی نساء۔ سید ظہیرالدین کی فتح المبین میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایام فتنہ میں خلافت کو ترک کیا تو عوض اور اس کے قطبیت کبریٰ ان میں اور ان کی اولاد میں قائم رکھی۔ اول قطب عظیم حضرت امام حسنؓ ہیں اور واسطہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ اور خاتمہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور ۲۲ میں شیخ عبداللہ بن ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چالیس برس حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں رہا۔ ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ فتح المبین میں ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ نے فرمایا جب تک شیخ میں بارہ خصلتیں نہ ہوں سجادہ نشین نہ ہوگا۔ وہ خصلت خدا تعالیٰ کی دو خصلت خدا تعالیٰ کی دو حضرت محمدؐ کی دو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی، دو حضرت عمر فاروقؓ کی دو حضرت عثمانؓ کی۔ دو حضرت شاہ ولایت کی۔ دو خصلت خدا کی یہ ہیں کہ ستار وغفار ہو۔ دو خصلت حضرت محمدؐ کی یہ ہیں کہ شفیق و رفیق ہو۔ اور دو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یہ ہیں کہ صادق مصبیق ہو اور دو حضرت عمرؓ کی یہ ہیں کہ نیکی کا امر کرنے والا اور بدی سے ہٹانے والا ہو اور دو حضرت عثمانؓ کی یہ ہیں کہ طعام کھلائے اور رات بھر بیدار رہے اور دو حضرت شاہ ولایت کی یہ ہیں کہ عالم و شجاع ہو اور حضرت نے ان اشعار میں اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اِذَا لَمْ یَکُنْ فِی الشَّیْخِ خَمْسُ فَوَائِدِ وَ الاَّ فَدَجَّالَ یَقُوْدُ اِلَی الْجَلِ
عَلِیْم" بِاَحْکَامِ الشَّرِیْعَةِ ظَاھِراً وَ یَبْحَثُ عَنْ عِلْمِ الْحَقِیْقَةِ مِنْ اَصْلِ
وَ یَظْھَرُ لِلْوُرَّادِ بِالْبِشْرِ وَ الْقِرٰی وَ یَخْضَعُ لِلْمِسْکِیْنِ بِالْقَوْلِ الْفِعْلِ
فَذَاکَ ھُوَ الشَّیْخُ الْمُکَرَّمُ قَدْرُہٗ عَلِیْم" بِاَحْکَامِ الْحَرَامِ مَنِ الْحِلِّ
یُھَذِّبُ طُلاَّبَ الطَّرِیْقِ وَ نَفْسَہٗ مُھَذَّبَة" مِنْ قَبْلُ ذُوْ کَرَمٍ کُلِّیْ

فتح المبین سید ظہیر الدین پر ہے کہ خضر حسینی رحم اللہ کہتا ہے کہ تیرہ سال میں خدمت میں حضرت شیخ قدس سرہ کے رہا۔ گاہے آپ کو مخاط و بصاق ڈالتے یا کھانستے نہ دیکھا اور گاہے مکھی آپ کے بدن پر نہ بیٹھی تھی اور نہ کسی امیر کے واسطے تعظیم کو ایستادہ ہوئے اور نہ بادشاہ کے دربار میں گئے اور نہ کسی کے دستر خوان پر جا کر کھانا کھایا۔ سوائے ایک بار کے اور بادشاہوں کے و امیروں کے فرش پر بیٹھنا عقوبت سمجھتے تھے۔ بادشاہ یا وزیر یا امیر کی آمد ہوتی تو پہلے سے آپ اندر حجرہ تشریف لے جاتے۔ پس جب وہ آ کر بیٹھتا تو آپ برآمد ہوتے تا کہ تعظیم نہ کرنی پڑے بلکہ وہ تعظیم کے واسطے ایستادہ ہو جاتے۔ یہ بات محض برائے عزت دین کی فرماتے تھے اور ان لوگوں سے کلام درشت فرماتے اور نصیحت میں مبالغہ کرتے تھے اور وہ آپ کے دست مبارک چومتے اور بڑے ادب سے بیٹھتے اور جب بادشاہ کو رقعہ لکھتے تو یہ کہتے کہ عبد القادر تم کو اس بات کا حکم کرتے ہیں اور حکم ان کا تجہیز نافذ ہے اور اطاعت ان کی تجھے واجب ہے اور وہ تیرے پیشوا ہیں اور حجت ہیں۔ جب بادشاہ آپ کے رقعہ پر واقف ہوتا تو چومتا اور کہتا کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ نے سچ فرمایا اور حضرت کی خاموشی کلام سے زیادہ تھی اور کلام آپ کا جواب خطرات قلبی کا ہوتا تھا۔ حاضرین کو زبانی سوال کی حاجت نہ پڑتی اور سوائے یوم جمعہ کے برائے نماز جمعہ جامع مسجد بار بار کی طرف

تشریف لے جائیں۔ اپنے مدرسہ سے باہر قدم نہ رکھتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ اگر ساری دنیا میرے ہاتھ میں ہوتی تو گرسنو تو کھلا دیتا اور فرماتے کہ کف دست میرے میں ثقبہ ہے۔ ہزار اشرفی آئے تو میں ایک رات اپنے گھر نہیں رہنے دیتا اور ابوالحسن قریشیؒ نے کہا کہ حضرت نے ملکوت اکبر کو اپنی ولاءی کہا تھا اور ملک اعظم کو تحت قدمیں کر دیا تھا۔ میں عبدالرحیم ہمشیرہ زادہ سید احمد رفاع قدس اللہ سرہٗ کا بیان ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کا حال دیکھ کر میرا ہوش قائم نہ رہا۔ جب بغداد سے ام عبیدہ کو گیا اور اپنے خالو سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہٗ کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مثل قوت شیخ قدس اللہ سرہٗ کے اور جس حال پر ہیں اور جہاں وہ پہنچے ہیں۔ دوسرے کسی کو طاقت کہاں ہے اور میں شیخ قدس اللہ سرہٗ سے سوال ہوا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ لیا۔ فرمایا علم و ادب اور بہجت الاسراء میں ہے کہ ایک دفعہ روافض برائے امتحان آپ کی خدمت میں دو پٹارے سر بستہ لائے۔ آپ کرسی پر وعظ فرما رہے تھے۔ آپ کرسی سے اترے اور ایک پٹارہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں لڑکا خوش قد و قامت صحیح و سالم ہے۔ جب پٹارہ کھولا تو ویسا ہی تھا۔ اس لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ بیٹھا رہو وہ بیٹھا رہ گیا۔ اس کو طاقت برخاست کی نہ ہوئی۔ دوسرے پٹارہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں لڑکا اپاہج ہے جس کے ہاتھ و پاؤں بستہ ہیں۔ اس کو کھولا تو ویسا ہی لڑکا اس میں تھا۔ اس کو فرمایا کہ دوڑ وہ اٹھ کر چنگا بھلا دوڑنے لگا۔ وہ روافض شرمندہ ہو کر تائب ہوئے اور آپ کی عمہ پھوپھی معصومہ کا اسم شریف عائشہ تھا۔ کہتے ہیں کہ بارش کی تنگی سے لوگوں نے ان کے حضور عرض کی۔ آپ نے صحن خانہ کا جھاڑو دیا اور فرمایا کہ میں نے جھاڑو دیا۔ آپ چھڑکاؤ کر دیں۔ اتنے میں بارش بہت ہوئی۔

شجرہ نسب ابو یہ متصلہ بحضرت ولایت مآب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ

حضرت امیر المئومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ امام حسن مثنّی۔ سیّد عبداللہ محض۔ سیّد موسیٰ جَوْن۔ سیّد عبداللہ۔ سیّد موسیٰ۔ سیّد دائود۔ سیّد محمّد۔ سیّد یحیٰ ذاھد۔ سیّد عبداللہ۔ سیّد ابو صالح جنگی دوست سیّد ابو محمد محی الدّین عبدالقادر غوث اعظم قدس اللہ سرّہٗ و سیّد ابو احمد عبداللہ برادز حضرت غوث اَعْظم جو جوانی میں رحلت فرما ہو گئے تھے۔

غرض اس مقام میں تحریر سلسلہ نسب پیران قصبہ بھیرہ کا ہے۔ اور یہ بزرگواران اولاد حضرت سیّد عبدالرزاق قدس اللہ سرہ کی ہیں تو اب صرف شجرہ اِنکا لکھا جاتا ہے۔

حضرت سیّد عبدالرزاق خلفہ سیّد صالح خلفہ سیّد علی خلفہ سیّد مژتاق خلفہ سیّد مومن خلفہ سیّد ظہیر الدین خلفہ سیّد۔۔الدین خلفہ سیّد فتح اللہ شاہ خلفہ سیّد زین العابدین خلفہ سیّد علاؤ الدین خلفہ سیّد سرخ تاج محمود خلفہ سید میراں بہاؤ الدین قلندر خلفہ سیّد شاہ خلیل خلفہ سلطان جعفر صادق خلفہ پیر سید ہامون شاہ خلفہ پیر سیّد عبداللہ شاہ خلفہ پیر سجن شاہ خلفہ پیر سبحان شاہ خلفہ پیر شہابل شاہ اور خلف پیر شہابل شاہ صاحب کے پیر بہادر شاہ صاحب مرحوم و پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم و خلف الرشید پیر بہادر شاہ صاحب کے سید چن

پیر شاہ صاحب اور خلف پیر حیدر شاہ صاحب کے پیر سید امیر شاہ صاحب سلمہا اللہ تعالیٰ۔ یہ ہر دو صاحبزادگان عالی تبار چشم و چراغ اس خاندان عالیشان کے ہیں۔ ان کی تعریف و توصیف اگر لکھی جاوے تو ایک کتاب بنتی ہے۔ اگر عنایت ایزدی شامل حال رہے تو علیحدہ لکھی جائے گی۔ مگر چندے تفصیل بعضے حالات معلومۃ الوقت کا لکھنا مناسب ہے حضرت سید عبدالرزاقؒ السّید الکامل الامام صاحب الحال الصّادق والقدم الراسخ الحکام متوطن بلدہ حماہ (۱) میں ہو کر جسکو عوام حامہ کہتے ہیں۔ وہیں مدفون ہوئے۔ حامہ شریف سے سیّد بہاؤالدین معروف میراں بہاول شیر جنکی عمر ۱۲۵ سال ہوئی ہے۔ وہ بدایون کے پہاڑ میں آکر مقیم ہوئے اور وہاں ستر (۷۰) سال چلہ کرتے رہے۔ پھر بادشاہ جلال الدین اکبر نے اپنی ہمشیرہ صاحبہ کا ان سے نکاح کر دیا بعدہ حُجرہ حضرت شاہ مقیم میں تشریف لائے۔ اور حُجرہ سے سیّد مراں سبحان شاہ صاحب قصبہ بھیرہ میں تشریف لائے اور انکے دو نبیرہ صاحبان سید چن پیر صاحب خلف پیر بہادر شاہ صاحب مرحوم اور پیر سیّد امیر شاہ صاحب خلف پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم ہیں۔ ہر دو صاحبان سجادہ نشین اپنے اپنے والد بزرگوار کے ہیں۔

شجرہ شریفہ حضرت غوثیہ عالیہ از جہت والدہ ماجدہ (رضی اللہ عنہا)

اسم مبارک والدہ ماجدہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کا ام الخیر امتہ الجبار فاطمہ ہے۔

بنت سیّد عبداللہ صومع زاہد بن امام ابی جمال الدین سیّد محمد بن امام سید محمود بن امام سید ابی العطار عبداللہ بن امام سید کمال الدین ملیسی بن سید ابی علاؤالدین محمد جوادؒ بن امام ہمام علی الرضیؒ بن امام ہمام موسیٰ کاظمؒ بن امام ہمام جعفر صادقؒ بن امام ہمام باقر رضی اللہ بن امام ہمام زین العابدینؒ بن سید الشہداء سید شباب اہل الجنتہ امام حسینؒ بن امیر المومنین و امام الاجعین امام المشاق والمغارق علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ اور سلسلہ شریفہ عالیہ کا

حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ بھی ملتا ہے۔ کیونکہ والدہ ماجدہ والدشریف حضرت غوثیہ عالیہ کی ام سلمہ نام۔ کریمہ امام محمدؒ بن امام طلحہ بن امام عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ اور نیز حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین کے ساتھ بھی متصل ہوتا ہے۔ اس طرح کہ سیّد عبداللہ محض جدتاسع حضرت کے لقب بلقب محض اسی واسطے ہوئے کہ دونوں نسبتیں ان کی خالی ازشایہءموالی تھیں کہ والداونکے حضرت سیّد حسن مثنی تھے اوروالدہ فاطمہ بنت امام حسین اور حضرت فاطمہؓ کا بعد وفات سیّد امام حسن مثنی کے عبداللہ بن مظفر بن عمرؓ بن عثمانؓ کے ساتھ نکاح ہوا۔ اوراتصال نسب بحضرت امیر المومنین عمرؓ کے ساتھ بھی ہے۔ اس طرح کہ عبداللہ بن مظفر کی والدہ ماجدہ کا نام حفصہ ہے۔ بنت عبداللہ بن حضرت عمرؓ اس لحاظ سے نسب عالی ہر چار خلفائے راشدین کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔

(سلسلہ طریقت جناب غوثیہ عالیہ کا)

حضرت شیخ سیّد محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلقین ذکر اور خرقہ مبارکہ حضرت ابوسعید مبارک بن علی مخزومیؒ سے اخذ کیا اور بعد از ارتقائے بمقام قطبیت کے حضرت ابوسعید مبارکؒ نے حضرت غوثیہ عالیہ سے اخذ خرقہ کیا۔ اور دونوں حضرات نے حضرت شیخ ابوالحسن علی بن یوسف قرشی ہکاریؒ سے اخذ کیا۔ انہوں نے اپنے شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے شیخ عارف باللہ حضرت شیخ ابی بکر خلف بن حجد رشبلیؒ سے انہوں نے عارف باللہ صاحب شیخ ابی القاسم جنیدؒ سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ سری الدین سقطیؒ سے انہوں نے حضرت شیخ ابی محفوظ معروف کرخیؒ سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ داؤد طائیؒ سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ حبیبی عجمیؒ سے انہوں نے حضرت عارف باللہ حضرت شیخ ابی النصر حسن بصریؒ سے انہوں نے امام المسلمین امیر

المومنین امام المشارق و المغارب علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رحمت اللعٰلمین سید المرسلین سید الموجودات حضرت محمد المصطفٰے واحمد المجتبٰی صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ و علے آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین سے۔

ترجمہ خواب قدوۃ المحققین شیخ محی الدین بن عربی قدس اللہ سرّہ

شیخ محی الدین بن عربی قدس اللہ سرہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ حضور میں سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ایک لفظ میں تین طلاق دیوے تو کیا ہوتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین واقع ہوتی ہیں جیسا کہ حق عزوجل نے فرمایا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ (البقرة: 230) پس شیخ عرض کرتا تھا کہ یا رسول اللہ بعض لوگ اہل علم انکو ایک طلاق بناتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ وہ حکم کرتے ہیں جو اونکو پہنچا ہے اور اچھا کیا میں اس سے یہ سمجھا کہ ہر مجتہد مصبب ہے اور آپ حکم مجتہد کو تقریر فرمارہے ہیں اور میں عرض کرتا تھا کہ حضرت میری غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حضور کا حکم کیا ہے کہ جب کوئی مجھ سے فتویٰ طلب کرے تو کیا جواب دوں اور اگر کوئی حضور سے طلب کرتا تو حضور کیا فرماتے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین طلاق ہیں فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ (البقرة: 230) پس میں کیا دیکھتا ہوں کہ اخیر مجلس میں ایک شخص ایستادہ ہوکر بلند آواز سے بے ادبی کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ یا ہذا اے صاحب ہم اس لفظ کے ساتھ تین طلاق کا حکم آپ سے نہیں مانتے اور نہ تصویب ان کی جنہوں نے اس لفظ کو ایک طلاق بنایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا مارے غضب کے اس شخص پر۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باآواز بلند فرماتے ہیں تین طلاق ہیں تین طلاق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۢ بَعۡدُ

حَتّٰی تَنۡکِحَ زَوۡجًا غَیۡرَهٗ (البقرة : 230) ۔کیا تم فروج کو حلال بناتے ہو۔ پس حضرت ﷺ یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ اطواف (ا) والوں نے سُنا اور وہ شخص پگھلتا جاتا تھا حتیٰ کہ مضمحل ہوگیا۔ زمین پر اس کا نشان نہ رہا۔ میں دریافت کرتا تھا کہ یہ کون ہے جس نے حضرت ﷺ کو غصہ دلایا کسی نے مجھ سے کہا کہ ابلیس لعین تھا۔ پھر شیخؒ بیدار ہوئے۔ اور اُسی شب کو پھر خواب میں حضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرض کیا کہ راء کا لفظ بمعنی حیض وطہر کے ہے کوئی عالم اسکو بمعنی طہر کہتے ہیں اور کوئی بمعنی حیض۔ اور آپ اعرف بالمعنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کیا مراد رکھی ہے۔ حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب قرا گذر جاوے تو عورت کو غسل کرادو۔ اور کھاؤ اُس سے جو کچھ دیا ہے تم کو خدا تعالیٰ نے۔ پس شیخ کہتے تھے اب حیض ہے پس حضرت ﷺ وہی کلمہ فرماتے تھے۔ فَاِذا فَرِغ قروھا فافرغوا عَلَیۡھَا الماءَ کلُو امما رَزَقکُمُ اللہ۔ یعنی جب حیض گذرے تو تم اسکو نہلاؤ اور کھاؤ اپنے رزق خدا کے دیئے سے۔ چند بار یہی تکرار فرماتے رہے اور شیخ بھی یہی عرض کرتے رہے کہ پس حیض ہے حیض ہے۔

ص ۱۶۷ ج ۴ فتوحات مکیۃ جو لوگ ایک لفظ کے ساتھ تین طلاق دینے سے ایک طلاق بتاتے ہیں انکو آگاہ کردیا گیا کہ جو تین طلاق نہ مانے تو وہ شیطان ہے۔ اور ثلثۃ قروء سے طہر مراد لینا شافعیوں کا بھی صحیح نہیں۔

(ذکر سماع) بھجت الاسرار (ص ۱۶۲) حکایت ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہ و شیخ بقاء شیخ ابوسعد و شیخ علی رضی اللہ عنہُ ایک حویلی میں دروازہ ازج کے جمع ہوئے۔ حضرت شیخ قدس سرّہٗ نے شیخ علی بن الہیتی سے فرمایا کہ کچھ کلام کرو۔ اونہوں نے عرض کیا کہ میں حضور کے سامنے کلام کیسے کرسکوں پھر شیخ بقا کو فرمایا کہ بولو عرض

کیا کہ میں حضور کے سامنے کیسا بولوں پھر ابوسعد کو فرمایا کہ بولو وہ تھوڑا سا بول کر خاموش ہو گئے اور عرض کیا کہ آپکا حکم بجالانے کی خاطر اتنا بولا ہوں پس آپکے جلال سے خاموش ہو گیا ہوں۔ پس حضرت شیخ قدس سرّہٗ نے حقایق میں ایسا کلام فرمایا کہ حاضرین نے بڑا جانا۔ سب نے اجازت طلب کی کہ حکم ہووے تو قوال بلایا جاوے۔ حضرت نے اجازت فرمائی قوال بولا۔

وَبَدَالَهٗ مِن بَعْدِ مَا اندَمَلَ الْهوایٰ	بَرْقٌ تَائِقٌ مُوْهِنٌ لَمَعَانُهٗ
یَبْدُوْ کَمَاشِیَةِ الرِّدَائِ وَدُوْنَهٗ	صَعْبُ الذُّرٰی مُتَمنِعٌ اَرْکَانُهٗ
فَبَدَا الیَنْظُرَ کَیفَ لاَحَ فَلَمْ یُطِقْ	نَظرًا اِلَیْهِ وَرَدَّهٗ اَشْجَانُهٗ
فَالنَّارُ مَا شْتَملَتْ عَلَیْهِ ضُلُوعُهٗ	وَالمَائُ مَا سَمَحَتْ بِهٖ اَجْفَانُهٗ

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ قدس سرہٗ ہوا میں اُڑ گئے اور ہوا میں چکر باندھ دیا۔ حتیٰ کہ اس حویلی کے بام سے بلند چلے گئے۔ جب وہ شیخ مدرسہ میں آئے تو حضرت شیخ وہاں مدرسہ میں تھے اس حکایت سے معلوم ہوا کہ سماع غزل وقصائد کا از زبان قوال حضرت نے اجتماع فرمایا ہے مگر مزامیر وملاہے کے ساتھ کبھی نہیں سُنا۔ شریعت میں بڑا اختلاف مزامیر وملاہی کا ہے۔ ج ۵ ص ۲۲۳ کتاب شامی حاشیہ درمختار سے اِتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب نوبت کا بادشاہوں کے دروازوں پر بجانا فقہائے کرام نے اس غرض سے جایز رکھا کہ نفخ صور کو یا وقت موت کو یاد دلاتی ہے تو صاف ظاہر ہو گیا کہ یہ ملاہی بعینہا حرام نہیں۔ اگر حرمت ان میں ہے تو غرض فاسد سامع کے سبب سے ہے اور اولیاء اللہ کے اغراض اون کو ہی معلوم ہیں۔ دوسرا واقف اونکے اسرار بواطن کا نہیں حسن ظن سلیقہ ایمانی ہے۔ آدمی بدظنی کر کے اونکے فیصل سے محروم نہ رہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ متعلق بقصاید۔ حضرت شیخ قدوہ المحققین

شیخ اکبر رضی اللہ عنہ (ص ۲ ج ۱) فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ جب خطبہ کتاب ہذا کالکھ رہا تھا کہ عالمِ حقایق مثال وحضرت جلال میں مکاشفہ قلبی حضرت غیبی کا ہوا۔اوس عالم میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ کہ جملہ رسول صلعم آپکے سامنے صف باندہے ہوئے ہیں اور امت خیر امتہ یعنے صحابہ کرامؓ اونکے ساتھ مختلف ہیں اور ملائکہ تسخیر گرداگرد اوس دربار عالی کے محیط ہیں۔اور ملائکہ جو اعمال عباد سے پیدا ہوتے ہیں۔ پیش حضور کے صف باندھے ہوئے ہیں۔اور صدیق اکبرؓ بجانب یمین النفس ہیں۔اور فاروق اعظمؓ بجانب السیر اقدس ہیں اور ختم ولایت علیہ السلام سامنے دوزانو بیٹھے ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ختم ولایت کی طرف سے ترجمہ اپنی زبان سے فرمارہے ہیں۔ اور ذوالنورین چادر حیاء کی اوڑھی ہوئی نیچے نگاہ کئے ہوئے ہیں۔پس سید اعلیٰ ومورد عذب اعلیٰ ونور اکشف اجلی یعنے حضرت صلعم نے التفات فرمایا اور مجھ کو ختم ولایت کے پیچھے دیکھا۔ کیونکہ ختم ولایت کے ساتھ مرا اشتراک حکم میں تھا۔پس سرور عالم نے ختم ولایت کو فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور ابن وخلیل ہے اسکے لئے منبر جہاؤ کا میرے سامنے نصب کرو۔ پھر مجھ کو اشارہ فرمایا کہ یا محمدؐ اس منبر پر چڑھ کر میرے بھیجنے والے کی اور میری تعریف کر کہ تجھ میں میرا ایک بال ہے اوس کو میرے بغیر صبر نہیں وہ بال کیا ہے وہ سلطانیت ہے تیری ذاتیت د طنیت میں سوتو سارا کا سارا میری طرف رجوع کریگا۔اور رجوع کو بقاء لازم ہے۔پس ختم ولایت نے منبر اوس مشہد اخضر میں نصب کیا۔اور منبر کی پیشانی پر نور سے لکھا تھا کہ **ھٰذا ھُوَ المقَامِ المحمدی الاطھر**۔ جو اس پر چڑھے گا وہ وارث حضرت کا ہو ویگا۔اور اوسکو حق تعالیٰ عالم دنیا میں حافظ حرمت شریعت کا بھیجے گا۔اور جس زینہ پر میں ایستادہ ہوا اوسپر ایک سرا آستین قمیص سپد کا بچھایا گیا تھا۔اُس لحاظ سے کہ اوس مقام خاص سے جو حضرت صلعم کا

ہے میرے مس نہو۔ یہی فرق ہے درمیان نبی اور وارث کے کہ نبی کریم صلعم نے جو مقام حضرت ربّ العزت کا دیکھا ہے بلا حجاب دیکھا ہے اور وارث دیکھتا ہے تو درمیان میں پردہ ثوب حضرت نبی کریم صلعم کا ہوتا ہے۔ مگر اتنا حجاب نہو تو وارث پر وہی کشف ہو جو حضرت صلعم پر ہوا۔ اور معرفت ہماری اونکی معرفت ہو جاوے۔ یہ ناممکن ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے پیچھے اقتدار کرے کہ اوس کی خبر سے واقف ہووے تو اوس راستہ میں جو پہلے نے دیکھا ہے پچھلا نہیں دیکھتا۔ پچھلا اول کے اوصاف مسلوبہ سے واقف نہیں جیسا کہ اول رونده راه راست پر گیا ہے تو زمین مصفا تھی۔ پچھلے نے اوسکے قدم کا نشان دیکھا ہے۔ وہ صفائی جو اوّل نے دیکھی تھی اخیر کو نصیب نہیں ہوئی۔ اول امام ہے اور دوسرا مقتدی۔ یہی بات تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام پر انکار کرتے تھے۔ منبر پر چڑھ کر بتائید روح القدس ارتجالاً میں نے کہا۔

يَامُنْزِلَ الْاٰيَاتِ وَالْاَنْبَاءِ	اَنْزِلْ عَلَىَّ مَعَالِمَ الْاَسْمَاءِ
حتّى اَكُوْنَ بِحَمْدِ ذَاتِكَ جَامِعًا	لِمَحَامِدِ السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ

پھر حضرت صلعم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ آپ مُنزِّل قرآن مطہر کیطرف سے حمد کئے گئے جسنے آپ کی ثنا میں سورہ نون نازل فرمائی۔ جسمیں وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: 4) آپ نے فرمایا اور ارادہ کی قلم کو علم کی روشنائی میں ڈبو کر۔ قدرت کے ساتھ لوح محفوظ ہیں جس میں ما کان وَماھُوَ کَائِن وَ ماسیکون وَمَالَا یکوت ہے۔

لکھا ہے کہ یا محمد میں ارادہ کرتا ہوں کہ تیرے واسطے ایک عالم پیدا کروں جو تیرا ملک ہو۔ اور جوہرہ پانی کا پیدا کروں۔ پس جوہرہ ماء کا حجاب عزّت سے باہر پیدا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ حجاب عزت سے پرے تھا ویسا جیسا پہلے تھا فرمایا وَ انا عَلیٰ مَا کنت علیہ وَلا

شی ئٍ فی عمائٍ یعنی میں اوسیطور پر ہوں جو تھا اور کوئی شے میرے ساتھ نہ تھی۔ عماء میں ۔عماء نور انساء الھیہ کو کہتے ہیں۔ اور پانی موتی سپید کی طرح جما ہوا تھا۔ اس میں اجسام و اغراض کی رکھی تھی۔ پھر عرش پیدا کیا اور اسم رحمن کا اس پر مستوی ہوا پھر کرسی پیدا کی اور اوسپر دو قدم (یعنی امر و نہی کے احکام) لٹکائے یعنی لوغ محفوظ میں لکھے اور بنظر جلال اوس موتی کی طرف نگاہ فرمائی تو وہ حیا سے پگل گیا تا آخر مقال۔

فائدہ معلوم ہوا کہ جناب غوثیہ عالیہ نے جو قصیدہ میں فرمایا ہے کہ مجھکو میرے سید نے منبر تخصیص پر بٹھایا تھا۔ وہ منبر وارثوں کی خاطر منصوب ہوتا ہے مگر ہر وارث کو اپنے منصب کے مطابق علم و کمال عطا ہوتا ہے اور منبر پر اپنا امام و مرشد بٹھاتا ہے۔ اور حضرت غوث پاک کو حضرت صلعم نے منبر پر بٹھایا۔ اُس سے صاف واضح ہوگیا کہ فیض اِن کا حضرت صلعم سے بلا واسطہ ہے۔ (ص ۱۰۰) بہجت۔ شیخ ابوالحسن قرشیؒ کہتے ہیں کہ مینے حضرت شیخ قدس سرّہٗ سے سُنا فرماتے تھے کہ مجھ کو ایک دفتر اتنا بڑا ملا ہے جس کی چوڑائی مد بصر تک ہے۔ اوسمیں میرے اصحاب و مریدوں کے قیامت تک کے نام ہیں اور مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ لوگ آپکو دیئے گئے ہیں۔ اور میں نے مالک خازن دوزخ سے پوچھا۔ کیا تیرے پاس کوئی میرا یار ہے۔ بولا قسم ہے ربّ العزت کی میرے پاس کوئی نہیں۔ اور فرمایا کہ ہاتھ میرا اپنے مرید پر ایسا ہے جیسا آسمان زمین پر۔ اگر میرا مرید جیّد نہوگا تو میں جیّد ہوں۔ قسم ہے عزت و جلال ربّ کی۔ خدا تعالیٰ کے سامنے رہونگا۔ اور وہانسے قدم نہ اُٹھاؤں گا جتے کہ مجھ کو ساتھ تمہارے (اے مریدو) بہشت کی طرف لے نہ چلے۔ اور نیز عمران و بزاز نے کہا کہ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے تھے جو شخص میری طرف منسوب ہوا۔ اگرچہ میرے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ اوسکو قبول فرماویگا۔ اور اوسپر رحم کرے گا۔

اور میرے ربّ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب و میرے طریق والے اور میرے محب کو جنّت میں داخل کرے گا۔ اور نیز فرمایا کہ قیمت ہمارے بیضہ کی ہزار ہے۔ اور چوزہ کی قیمت کوئی نہیں کرسکتا۔ یعنے بے بہا ہے۔

از کتاب نجات المریدین تالیف علی محمد بن شیخ عبدالحق رح

غوث اعظم دلیل راہ یقین	بہ یقین رہبرا کابر دین	شیخ دارین ہادی الثقلین
زبدۂ آل سید الکونین	بادشاہ ممالک قربت	راہ نوردی مسالک غربت
اوست در جملہ اولیا مختار	چوں پیمبر درانبیاء مختار	اولیا بند ہاش از دل و جان
قدیم او بگردن ایشان	وصف تعریف او شمن نہ نکواست	خود کرامات اور معرفِ اوست
من کہ پروردۂ نوال ویم	عاجز از مدحت کمال ویم	ہمہ در بحر غرق احسانم
اے فدائے درش دل وجانم	در دو عالم بدوست اُمیدم	ہست باو اسید جاویدم

ایضاً مِنہُ

عشق جیلانی نشانی دیگر است	عاشقانش را مکانی دیگر است	ہر دلے نبود سزائے عشق او
ایں ہُمارا آشیانے دیگر است	غوث اعظم انکہ از تکین او	ہر نفس را تازہ جانے دیگر است

ایضاً

چہ یارا عقل را تا مدح شاہ اولیا گوید	چنین پایان پائے وہم از اوج سما گوید
مہ برج حقیقت غوث اعظم شاہ محی الدین	کہ در جمع ملک روح الامین اوثناء گوید
خرد خواہد کہ بر سنجد کمال او تعالے اللہ	اگر بسنجد غلط سنجد اگر گوید خطا گوید

اگراز بحرِ فضل او سخن راند بداں ماند	کہ مورِ لنگ بر ساحل رسد حرف ثنا گوید
ولے خواہم کہ برحال خراب مابدرو آید	بآن سلطان دین پرور حدیث ایں گدا گوید
سحر شد چشم دارم کاروش خاک دست باوے	بہ چشم تیرہ ناک من پیام تو تیا گوید
اگر قلبن سرِ خود بر ورے دارم کہ یر خاکش	بہر صبح آفتاب آید سلام کیمیا گوید
بہ محشر مشرقی اگر باسگاں کوے اور ختم	بابن آلودہ دامانے بہشتم مرحبا گوید

تقریر بازدہم کا باعث

گیارہویں رات ہر ماہ کے برکات بباعث اختتام چلہ ہائے مشائخ کرام کی ہے کہ ہر ماہ کی دسویں تاریخ پر اختتام چلہ کا ہوتا ہے۔ اور اکتالیس روز پورے کئے جاویں تو یوم یازدہم ہوتا ہے۔ اوّل تقرر شب یازوہم کا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ جب توبہ اون کی دسویں محرم کو قبول ہوئی تو خوشی کی اور انوار آسمانی نازل ہوئے۔ اون انوار کا طالب اوسی وقت کا اور یوم وشب کا انتظار کرے گا۔ اور حضرت نوحؑ کی کشتی بھی اوسی روز کوہ جودی پر جا لگی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی خوشی کی اور حلیم پکایا۔ کیونکہ سوائے مختلف غلّہ کے کچھ ازوقتہ باقی نہ رہا تھا۔ سارے فرزندوں سے سب طرح کا غلّہ لے کر کھچڑا پکایا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بیوم عشرہ محرم دریا سے پاراوتارا۔ اور دشمن کو غرق کیا۔ اون کو بھی اس سے بڑی خوشی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند جلیل حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدائے بہشتی دُنبہ آیا اور انوار آلٰہی نازل ہوئے۔ عید الضحیٰ مقرر ہوئی۔ ایسا ہی قبولیت کا وقت جب سال و ماہ میں آتا ہے تو وہی انوار و برکات قدیمی نزول فرماتے ہیں۔ حضرات اولیاالله نے اپنے اپنے اربعینات کے ختم پر کھانا کھلانا بطور شکرانہ اپنے اوپر مستحب جانا۔ اور

حضرت غوث اعظم قدس سرّہ نے سالہا سال اربعین یعنے چلے فرمائے۔تو کل سال کے مشہور کی یازدہم کو حاوی ہو گئے۔اب جس مسلم کو وہ انوار آلہٰی حاصل کرنے وہس اور تبرّک لینا چاہے تو وہ اوس یوم یا شب میں بعداز اطعام طعام جو فرمودہ جناب غوثیہ کا ہے بطریق قرامت وسلام وقرآن شریف وایصال ثواب جناب حضرت سرور کائنات وصحابہ اخیار وآل اطہار واولیائے کبار بہرہ یاب ہووے۔یہ امر تو صاف واضح ہے کہ مرد کامل کی قبولیت کا وقت ہمیشہ کے واسطے جاری رہتا ہے۔تقرری عیدین وعشرہ ذی الحجہ وعشرہ محرم و ربیع الاول و ربیع الثانی وعشرہ اخیر رمضان شریف شہدائے عدول ہیں۔اور جس کی اصل مباح ہو اوسکا ایفاء واجب ہے۔پس اگر کوئی مقرر کرلیوے کہ یازدہم اسقدر دیا کروں گا۔ ایفاء وعدہ اوس کے ذمہ واجب ہے۔ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ (اسرائیل : 34) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ندا یَا شیخ عَبدَالقَادر جیلانی شَیئًا للہ۔حسب فرمودۂ جناب غوثیہ عالیہ موجب کشف کرامات وقضاء حاجات ہے۔یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ علماء غیر راسخینی سے دریافت کیا جاوے۔اور جن علماء نے شیئًا للہ ط کے لفظ میں بحث کی ہے۔وہ یا شیخ کے لفظ ندا میں خاموش ہیں۔اون کو دھوکھا یہ ہوا کہ لام برائے حاجت ہے۔خدا کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔وہ غنی مطلق ہے۔تو وہ خدشہ اس کلمہ میں جو جملہ عالم میں رائج ہے۔جیسا کہتے ہیں خدا واسطے کپڑا دو یا روٹی دو یا روپیہ دو۔اگر موجب خیال اون معترضین کے اعتقاد کیا جاوے تو کوئی عامی وخاصی یہ زبان پر نہ لاوے کہ خدا کے واسطے یہ چیز دو۔اس کلمہ میں کل عالم گرفتار ہے۔مانعین خود ہر موقعہ ومحل میں یہی کلمہ بولتے ہیں۔علامہ شامی نے اس کی تردید کماحقہ کردی ہے کہ یہ غلطی ہے نافہموں کی۔کیونکہ معنے اس کلمہ کے یہ ہیں کہ کوئی چیز برائے اکرام اللہ دو۔اور مسلمان کی کلام کا محل احسن خیال کیا جاوے نہ ایسا کہ جس سے معنے

کفر کے پیدا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ جب یہ کلمہ مشائخ کرام اپنے تلامذہ و مریدوں کو برائے کشف کربات بطریق معہود فرماتے ہیں۔ اور حضرت غوث پاک قدس اللہ سرہ نے خود ارشاد فرمایا ہے تو پھر مقام قیل وقال کا نہیں رہا۔ اگر کوئی خدشہ کرے تو معلوم ہوا کہ وہ اِن سب مشائخ خصوصاً حضرت شیخ قدس سرّہ کا معاند و معاندہ مخالف ہے۔ اوسکا کلام واہی تصور کیا جائے۔

عذر قابل التوجہ

یہ کوئی خیال نضر ماوے کہ مدح حضرت غوث پاک کی موجب توہین باقی اولیا اللہ کی ہووے۔ معاذ اللہ استغفر واللہ یہ نیاز مند کل اولیاء اللہ کا ہے مطلب یہ تھا کہ جو کچھ بہجت الاسرار یا فتح المبین سید ظہیر الدّین میں ہے۔ وہ اُردو میں بیان کردوں۔ اور حسب تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (البقرۃ: 253) ایک کی تفضیل سے تحقیر دوسرے کی لازم نہیں آتی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقف حسد یا بغض دل میں رکھے۔ سب اولیاء مقتداء امام ہیں۔ بندہ سب کا حلق بگوش ہے۔

مدح حضرت غوث اعظم قدس اللہ سرہ

از انفاس مولوی غلام قادر عفی عنہ

کہوں کیا میں تعریف اوس ہزمان کی	ولایت ہے اونکی زمین اور زمان کی
قدم پر قدم ہیں ولایت نبیؐ کے	ولایت ملی اونکو اس جاہ وشان کی
جو غوث الوریٰ ہو گئے وہ ازل سے	پناہ ہیں وہ سبکی وجان اس جہان کی
خدا کے ہیں محبوب ایسے پیارے	رسائی نہیں فہم ووہم وگمان کی
وہ شہباز ہینگے شہ لامکان کے	نہ حاجت ہے شمشیر وتیر وکمان کی
مطیع اونکے اقطاب اغواث کل ہیں	سیادت ہے کلی ملین اور مکان کی
امام حسنؓ نے خلافت کو چھوڑا	عوض میں عطا ہے ولایت جہان کی
وہ ہیں واسطہ اور حسنؓ فاتحہ ہیں	ہوئی خاتمہ جہدی آخر زمان کی
کرامات اونکی تواتر سے ثابت	نہ حاجت رقم کی نہ حاجت بیان کی
جہان میں ابھی تک تصرف ہے اونکا	شہادت ہے حب کی نہ سیف وسنان کی
وہ ہیں غوث اعظم وہ ہیں قطب عالم	قیامت میں ہوگی امامت وہاں کی
وہ ہیں ساقی حوض کوثر کے دلبند	سمجھا دینگے آتش بمہ تشنگان کی
تفاخر ہے از بس غلاموں کو اونکے	نظر رکھتے ہیں جن پر سر نہان کی
سگ شاہ جیلان ہے زور ونہیں ایسا	کہ دبتی ہے قدم جس سے زیر زیان کی

ابوبکر صدیقؓ وفاروق اعظم	جہادار عثمانؓ سے نسبت ہے جانکی
نسب میں حسب میں ہیں سب کے جگر بند	نہیں راہ اسمیں چنیں اور چنان کی
خصائل میں سب کے ہیں مجموعہ ایسا	ہدایت ہوئی جسمیں پیر و جوان کی
روافض خواج یہود ونصاریٰ	ہوئی سب پہ تاثیر اُن کی زبان کی
مریدونکا طومار حق نے دیا ہے	قیامت تلک شرح س کی عیان کی
یہ وعدہ کیا حق نے حضرت سے پختہ	کہ ماوائے وملجاء اونہوں کی جنان کی
یہہ سب کچھ ہے بہجت میں جا کر کے دیکھو	نہ حاجت ہے تکرار و بحث و بیان کی

سلسلہ قادریہ بواسطہ اہل بیت نبویؐ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الٰہی بحرمت حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ الٰہی بحرمت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ۔ الٰہی بحرمت امام حسن و حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الٰہی بحرمت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔، الٰہی بحرمت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،، الٰہی بحرمت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ،، الٰہی بحرمت امام علی رضا رضی اللہ عنہ۔، الٰہی بحرمت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرّہ العزیز۔، الٰہی بحرمت خواجہ سرّی سقطی قدس اللہ سرہ العزیز۔، الٰہی بحرمت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز۔، الٰہی بحرمت حضرت ابوبکر عبداللہ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز ، الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالعباس احمد قدس اللہ سرّہ العزیز ، الٰہی بحرمت

حضرت شیخ احمد عبدالعزیز یمنی قدس اللہ سرہ العزیز۔، الٰہی بحرمت حضرت شیخ یوسف بن طرطوسی قدس اللہ سرہ العزیز۔، الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن علے القرشی قدس اللہ سرہ العزیز۔، الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث الاسلام ابوسعید مبارک مخزومی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز۔، الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث الثقلین میر سیّد محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرّ ہ العزیز۔، الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالرزاق قدس اللہ تعالیٰ سرّ ہ العزیز۔

تمّت

اشتہار

مولوی عبدالعزیز ملتانی پڑہارسی نے کتاب کوثر النبی میں لکھا ہے کہ کتاب غنیۃ الطابین تصنیف

حضرت پیر دستگیر قدس سرّ ہ کی نہیں ہے۔ مئولف اسکا شیخ عبدالقادر دوسرا ہے۔ اور ایسا ہی دیوان عربی جو منسوب بسوئے حضرت شاہ ولایت ہے وہ بھی دھوکھا ہے۔ شیخ محی الدین عربی قدس سرّ ہ جلد ۴ فتوحات میں لکھتے ہیں کہ علی بن ابیطالب قیروانی کے یہ اشعار ہیں۔ جو بنام حضرت شاہ ولایت نامزد ہو رہے ہیں۔ اور ایسا ہی فقہ اکبر امام اعظمؒ کی اور ہے۔ اور مشہور فقہ اکبر دوسرے کی تصنیف ہے۔ جو مشہور ہے غلط ہے۔

(رسالہ غوثیہ)

تذکرۂ غوثیہ و معراجیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَاشِفِ الْغُمَّۃِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ اما بعد!	ہر حمد اللہ کے لیے ہے جو اندھیروں کو دور کرنے والا ہے اور بے شمار درود وسلام اس پر جو مخلوق سے بہتر ہے۔ اس کے بعد،
قَالَ الْغَوْثُ الْاَعْظَمُ الْمُسْتَوْحِشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَأْنِسُ بِاللّٰہِ۔	غوث الاعظمؓ نے فرمایا، غیر اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرو۔
قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ قُلْتُ یَا رَبَّ الْغَوْثِ ط قَالَ کُلِّ طَوْرٍ بَیْنَ النَّاسُوْتِ الْمَلَکُوْتِ فَھُوَ شَرِیْعَۃٌ وَکُلِّ طَوْرٍ بَیْنَ الْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ فَھُوَ طَرِیْقَۃٌ وَکُلِّ طَوْرٍ بَیْنَ الْجَبَرُوْتِ وَاللَّاھُوْتِ فَھُوَ حَقِیْقَۃٌ۔	فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے، اے غوث الاعظم! میں نے عرض کیا، اے غوث کے رب ،فرمایا: تمام طور جو عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ہیں وہ شریعت ہیں اور تمام طور جو عالم ارواح اور مرتبہ صفات کے درمیان واقعہ ہیں وہ طریقت ہیں اور تمام طور جو صفات اور مرتبہ فنافی اللہ کے درمیان ہیں، حقیقت ہیں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثُ الْاَعْظَمُ ما ظھرت فی شیءٍ کَظُھُوْرِیْ فِی الْاِنْسَانِ۔	پھر مجھے فرمایا: یا غوث الاعظم جو جو کچھ کہ میں نے ہر چیز میں ظاہر کیا ہے۔ وہ سب کچھ انسان میں یکجا ظاہر کیا ہے۔
ثُمَّ سَأَلْتُ یَارَبِّ ھَلْ لَکَ مَکَانٌ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَنَا مُکَوِّنُ الْمَکَانِ وَلَیْسَ لِیْ مَکَانٌ۔	پھر میں نے سوال کیا، یارب تیرے لیے کونسا مکان ہے، مجھے فرمایا: اے غوث الاعظم میں تمام مکانات کا پیدا کرنے والا ہوں لیکن میرے لیے کوئی مکان نہیں ہے۔

ثُمَّ سَأَلْتُ يَا رَبِّ هَلْ لَكَ أَكْلٌ وَشُرْبٌ قَالَ لِيْ يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أَكْلُ الْفَقِيْرِ وَشُرْبُهُ أَكْلِيْ وَشُرْبِيْ۔	پھر میں نے سوال کیا تو کیا کھاتا ہے اور پیتا ہے، مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم فقیر کا کھانا اور پینا میرا ہی کھانا اور پینا ہے۔
ثُمَّ سَأَلْتُ يَا رَبِّ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقْتَ الْمَلٰئِكَةَ قَالَ لِيْ يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ خَلَقْتُ الْمَلٰئِكَةَ مِنْ نُوْرِ الْإِنْسَانِ وَخَلَقْتُ الْإِنْسَانَ مِنْ نُوْرِيْ۔	پھر میں نے سوال کیا، یارب تو نے فرشتوں کو کس چیز سے بنایا مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم میں نے فرشتوں کو انسان کے نور سے پیدا کیا ہے اور انسان کو اپنے نور سے۔
ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمِ جَعَلْتُ الْإِنْسَانَ مَطِيَّتِيْ وَجَعَلْتُ سَائِرَ الْأَكْوَانِ مَطِيَّةً لَهُ۔	پھر مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم میں نے انسان کو اپنی خوشی کے لیے پیدا کیا ہے اور تمام مخلوقات کو اس کی خوشی کے لیے۔
ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمِ نِعْمَ الطَّالِبُ أَنَا وَنِعْمَ الْمَطْلُوْبُ الْإِنْسَانُ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ الْإِنْسَانُ وَنِعْمَ الْمَرْكُوْبُ لَهُ الْأَكْوَانُ۔	پھر فرمایا: مجھے یاغوث الاعظم سب سے اچھا طالب میں ہوں اور سب سے بہتر مطلوب انسان ہے اور بہترین سوار انسان ہے اور بہترین سواری اس کے لیے تمام مخلوق ہے۔
ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمِ الْإِنْسَانُ سِرِّيْ وَأَنَا سِرُّهُ لَوْ عَرَفَ الْإِنْسَانُ مَنْزِلَتَهُ عِنْدِيْ لَقَالَ فِيْ كُلِّ نَفَسٍ مِنَ الْأَنْفَاسِ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔	پھر مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں اگر انسان اپنا مرتبہ سمجھے جو اس کا میرے نزدیک ہے۔ تو اپنے تمام سانسون سے ہر ایک سانس میں یہی کہتا کہ آج کس کی بادشاہت ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مَا اَکَلَ الْاِنْسَانُ شَیْأً وَمَا شَرِبَ وَمَا قَامَ وَمَا قَعَدَ وَمَا نَطَقَ وَمَا صَمَتَ وَمَا فَعَلَ فِعْلًا وَمَا تَوَجَّهَ لِشَیْءٍ وَمَا غَابَ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا وَاَنَا فِیْهِ سَاکِنُهٗ وَمُتَحَرِّکُهٗ۔	پھر مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم جو کچھ کہ انسان نے کھایا یا پیا یا کھڑا ہوا یا بیٹھا یا بولا یا چپ ہوا یا کوئی کام کیا۔اور کسی چیز کی طرف دیکھا اور یا کسی چیز سے غائب ہوا مگر اور میں ہی اس میں اس کا ساکن ہوں اور اس کا متحرک ہوں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ جِسْمُ الْاِنْسَانِ وَنَفْسُهٗ وَقَلْبُهٗ وَرُوْحُهٗ وَسَمْعُهٗ وَبَصَرُهٗ وَیَدُهٗ وَرِجْلُهٗ وَلِسَانُهٗ وَکُلُّ ذٰلِکَ ظَهَرْتُ لَهٗ نَفْسٌ بِنَفْسٍ لَا هُوَ اِلَّا اَنَا وَلَا اَنَا غَیْرُهٗ۔	پھر مجھے فرمایا: یاغوث الاعظم، انسان کا جسم اور نفس اور دل اور روح اور اس کے کان اور اس کی آنکھیں اور اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں اور اس کی زبان اور تمام وہ جو اس کے لیے پشت بہ پشت ظاہر کیے گئے ہیں۔وہ میرے بغیر نہیں اور نہ میں ہی اس کا غیر ہوں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ اِذَا رَأَیْتُ الْمُحْتَرِقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَ الْمُتْکَسِرِ بِکَثْرَةِ الْفَاقَةِ فَتَقَرَّبْ اِلَیْهِ لِاَنَّهٗ لَا حِجَابَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم جب تو کسی شخص کو غریبی کی آگ سے جلا ہوا اور کثرت فاقوں سے شکستہ ہوا ہوا دیکھے پس اس کی نزدیکی اختیار کر کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَا تَاْکُلْ طَعَامًا وَلَا تَشْرَبْ شَرَابًا وَلَا تَنَمْ نَوْمَةً اِلَّا عِنْدَ قَلْبٍ حَاضِرٍ وَعَیْنٍ نَاظِرٍ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم ۔نہ کھانا کھاؤ، نہ پانی پیو، نہ سوؤ مگر جب دل حاضر ہو اور آنکھ دیکھ رہی ہو۔(یعنی یہ منزل جب حاصل ہو جائے تب کھا پی ،سو سکتے ہو، ورنہ نہیں)۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَنْ حُرِمَ عَنْ سَفَرِیْ فِی الْبَاطِنِ اُبْتُلِیَ بِسَفَرِ الظَّاهِرِ وَلَمْ یَزْدِدْ مِنِّیْ اِلَّا بُعْدًا فِیْ سَفَرِ الظَّاهِرِ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم جس کسی نے میرے سفر سے باطن میں حرام کر دیا۔ وہ خود سفر ظاہر میں مبتلا کر دیا اور میری طرف سے اس پر سوائے دوری سفر ظاہر کے اور کچھ ایزاء نہ کیا جائیگا ۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَلْاِتِّحَادُ حَالٌ لَا یُعَبَّرُ بِلِسَانِ الْمَقَالِ فَمَنْ اٰمَنَ بِهٖ قَبْلَ وُجُوْدِ الْحَالِ فَقَدْ کَفَرَ وَمَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْوُصُوْلِ فَقَدْ اَشْرَکَ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔	پھر مجھے فرمایا، یا غوث اعظم! اتحادوہ حال ہے جس کی تعبیر گفتگو کرنے والی زبان سے نہیں ہو سکتی، پس جس کسی نے حال وارد ہونے سے پہلے اس کو تسلیم کر لیا۔ وہ کافر ہو گیا، اور جس کسی نے واصل ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے شرک کیا۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَنْ سَعِدَ بِالسَّعَادَةِ الْاَزَلِیَّةِ طُوْبٰی لَهٗ لَمْ یَکُنْ مَخْذُوْلًا اَبَدًا وَمَنْ شَقِیَ بِالشَّقَاوَةِ الْاَزَلِیَّةِ فَوَیْلٌ لَهٗ لَمْ یَکُنْ مَقْبُوْلًا بَعْدَ ذٰلِکَ قَطُّ۔	پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم جس کسی کو سعادت ازلیہ (مقدر) سے سعید ہوا، اسکے لیے خوشی ہے وہ کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگا اور جو کوئی بدبختی ازلیہ سے بدبخت ہوا، پس اس پر افسوس ہے ۔وہ اس کے بعد ہرگز قبول نہ ہوگا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ جَعَلْتُ الْفَقْرَ وَ الْفَاقَۃَ مَطِیَّۃَ الْاِنْسَانِ فَمَنْ رَکِبَھَا فَقَدْ بَلَغَ الْمَنْزِلَ قَبْلَ اَنْ یَّقْطَعَ الْمَفَاوِزَ وَالْبَوَادِیْ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث اعظم میں نے فقروفاقہ انسان کے لیے سواری بنائی ہے پس جو کوئی اس پر سوار ہوا۔ پس وہ میدان اور وادی قطع کرنے سے پہلے ہی (منزل مقصود) پر پہنچ گیا۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَوْ عَلِمَ الْاِنْسَانُ مَا کَانَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَا تَمَنَّی الْحَیَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَیَقُوْلُ بَیْنَ یَدَیَّ کُلَّ لَحْظَۃٍ وَلَمْحَۃٍ یَا رَبِّ اَمِتْنِیْ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم اگر انسان جانے کہ موت کے بعد کیا کچھ ہوگا۔ تو وہ اس دنیا میں ہرگز زندگی کی خواہش نہ کرے اور میرے حضور ہر لحظہ و ہر لمحہ یہی التجا کرے، اے رب مجھے موت دو۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ حُجَّۃُ الْخَلَائِقِ عِنْدِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَلصُّمُّ الْبُکْمُ الْعُمْیُ ثُمَّ التَّحَسُّرُ وَالْبُکَاءُ وَفِیْ قَبْرٍ کَذٰلِکَ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم قیامت کے دن خلقت کے دلائل میرے پاس بہرا، گونگا اور اندھا ہونا پھر افسوس کرنا اور رونا ہوگا اور قبر میں بھی ایسا ہی ہوگا۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَلْمُحَبَّۃُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْمُحِبِّ وَالْمَحْبُوْبِ فَاِذَا فَنَی الْمُحِبُّ عَنْ مُحَبَّۃٍ وَصَلَ بِالْمَحْبُوْبِ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم، محبت ہی میرے اور محب و محبوب کے درمیان (ذریعہ ہے) جس وقت محب محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے مل جاتا ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ رَأَیْتُ الْاَرْوَاحَ یَتَرَبَّصُوْنَ فِیْ قَوَالِبِهِمْ بَعْدَ قَوْلِهٖ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اِلٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم، میں روحوں کو اپنے مکانات میں الست بربکم کہنے کے بعد قیامت کے روز تک انتظار کرتے دیکھ رہا ہوں۔
ثُمَّ قَالَ الْغَوْثُ رَأَیْتُ الرَّبَّ تَعَالٰی وَقَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمَ مَنْ سَأَلَنِیْ عَنِ الرُّؤْیَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ فَهُوَ مَحْجُوْبٌ بِعِلْمِ الرُّؤْیَةِ فَمَنْ ظَنَّ اَنَّ الرُّؤْیَةَ غَیْرَ الْعِلْمِ فَهُوَ مَغْرُوْرٌ بِرُؤْیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔	پھر غوث نے فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا، اے غوث اعظم جس کسی نے دیدار کے متعلق علم ہونے کے بعد سوال کیا وہ دیدار کے علم سے محجوب ہے اور جس کسی نے بغیر علم کے دیدار کا گمان کیا۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے دھوکا میں ہے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَنْ رَاٰنِیْ اَسْتَغْنِیْ عَنِ السُّوَالِ فِیْ کُلِّ حَالٍ وَمَنْ لَمْ یَرَنِیْ فَلَا یَنْفَعُهُ السُّؤَالُ وَهُوَ مَحْجُوْبٌ بِالْمَقَالِ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم، جس نے مجھے دیکھ لیا وہ تمام حالتوں میں سوال سے بے پروا ہو گیا اور جس نے مجھے نہیں دیکھا تو اس کو سوال کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا اور وہ قیل وقال میں ہی گم ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَیْسَ الْفَقِیْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَیْسَ لَہٗ شَیْءٌ بَلِ الْفَقِیْرُ الَّذِیْ لَہٗ اَمْرٌ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِذَا قَالَ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنَ	پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم، میرے نزدیک فقیر وہ نہیں جس کے لیے کوئی چیز نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کا حکم تمام چیزوں میں نافذ العمل ہو جب کسی چیز کو کہے ہو جا، تو ہو جاوے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ لَا اُلْفَۃَ وَلَا نِعْمَۃَ فِی الْجِنَانِ بَعْدَ ظُھُوْرِیْ فِیْھَا وَلَا وَحْشَۃَ وَلَا حُرْقَۃَ فِی النَّارِ بَعْدَ خِطَابِیْ لِاَھْلِھَا۔	پھر مجھے فرمایا، کوئی خواہش اور کوئی نعمت بہشت میں میرے دیدار کے بعد اور کوئی خوف اور کوئی تپش یا جلن دوزخ میں وہاں رہنے والوں کو میرے بلانے کے بعد باقی نہ رہے گی۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَنَا اَکْرَمُ مِنْ کُلِّ کَرِیْمٍ وَاَنَا اَرْحَمُ مِنْ کُلِّ رَحِیْمٍ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم میں سب بخشش کنندگان سے زیادہ بخشش کرنے والا اور سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ نَمْ عِنْدِیْ لَا کَنَوْمِ الْعَوَامِ تَرَنِیْ۔	پھر مجھے فرمایا: اے غوث اعظم، میرے لیے نیند کر مگر نہ اس طرح کی نیند کہ جیسے عوام کی تو دیکھتا ہے۔

فَقُلْتُ یَا رَبِّ کَیْفَ اَنَامُ عِنْدَکَ، قَالَ بِخُمُوْدِ الْجِسْمِ عَنِ اللَّذَّاتِ وَ خُمُوْدِ النَّفْسِ عَنِ الشَّھْوَاتِ وَخُمُوْدِ الْقَلْبِ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَخُمُوْدِ الرُّوْحِ عَنِ اللَّحْظَاتِ فِیْ فَنَاءِ ذَاتِکَ فِی الذَّاتِ۔	پس میں نے عرض کیا، میں تیرے نزدیک کس طرح نیند کروں۔ فرمایا کہ جب جسم لذتوں سے اور نفس شہوتوں سے اور دل خیالات سے اور روح ماسوی اللہ کے ملاحظہ سے تیری ذات کے اندر اپنی ذات کو فنا کرنے کی غرض سے آرام پکڑ جاوے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاَصْحَابِکَ وَاَحْبَابِکَ مَنْ اَرَادَ مِنْکُمْ جَنَابِیْ فَعَلَیْهِ بِاِخْتِیَارِ الْفَقْرِ ثُمَّ فَقْرُ الْفَقْرِ فِاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ ثُمَّ اِلَّا اَنَا۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم ، اپنے دوستوں اور ہم مجلسوں کو کہہ دیں کہ جو میرے حضوری کا ارادہ کرے۔ پس اس پر فقر اختیار کرنا لازم ہے۔ اس کے بعد فقر الفقر۔ پس جب فقر تمام ہو جائے وہاں کوئی نہیں ہوتا مگر میں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ طُوْبٰی لَکَ اِنْ کُنْتَ رَءُوْفًا عَلٰی بَرِیَّتِیْ وَطُوْبٰی لَکَ اِنْ کُنْتَ عَفُوْرًا الْبَرِیَّتِیْ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم ، تجھے مبارک ہو ، کیونکہ میں خلقت پر مہربان ہوں اور خوشخبری ہو کہ خلقت کے لیے درگزر کرنے والا ہوں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاَحْبَابِکَ وَاَصْحَابِکَ اَغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفُقَرَاِ فِاِنَّھُمْ عِنْدِیْ وَاَنَا عِنْدَھُمْ۔	پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم، اپنے دوستوں اور یاروں سے کہہ دیں کہ فقراء کی دعوت کو غنیمت جانیں کیونکہ وہ میرے پاس رہتے ہیں اور میں ان کے پاس۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمْ اَنَامَأْوٰی کُلِّ شَیْءٍ وَ مَسْکَنُہٗ وَ مَنْظَرُہٗ وَاِلَی الْمَصِیْر۔	پھر فرمایا، یاغوث الاعظم میں تمام چیزوں کا جائے پناہ اور جائے اطمینان اور جائے نظارہ ہوں اور میری طرف پھر آنا ہے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمْ لَا تَنْظُرْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَ مَا فِیْھَا تَرَانِیْ بِلَا وَاسِطَۃٍ وَلَا تَنْظُرْ اِلَی النَّارِ وَمَافِیْھَاتَرَانِیْ بِلَاوَاسِطَۃٍ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم، بہشت اور جو کچھ اس میں ہے اس کومت دیکھ بلکہ مجھے بلا تعلق دیکھ اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے، کو مت دیکھ بلکہ مجھے بلاتعلق دیکھ۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَشْغُوْلُوْنَ بِالْجَنَّۃِ وَاَھْلُ النَّارِ مَشْغُوْلُوْنَ بِیْ۔	پھر مجھے فرمایا۔ اے غوث الاعظم، اہل بہشت (نعمت ہائے) بہشت کے ساتھ مشغول ہیں۔ اور اہل دوزخ میرے ساتھ
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ بَعْضُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّعِیْمِ کَاَھْلِ النَّارِ یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ الْجَحِیْمِ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم، بعض بہشتی نعمتوں سے اس طرح پناہ مانگتے ہیں، جس طرح اہل دوزخ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَنْ شُغِلَ بِسِوَائِیْ کَانَ لِصَاحِبِہٖ زُنَّارٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم جو کوئی میرے سوا کسی اور سے مشغول ہوا تو وہ قیامت ک روز اہل زنجیر سے ہوگا۔ (دوزخی)
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَھْلُ الْقُرْبَۃِ یَسْتَغِیْثُوْنَ مِنَ الْقُرْبَۃِ کَمَا اَنَّ اَھْلَ الْبُعْدِ یَسْتَغِیْثُوْنَ مِنَ الْبُعْدِ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم، اہل قرب قربت سے اسی طرح پناہ مانگتے ہیں جس طرح اہل بُعد دُوری سے پناہ مانگتے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اِنَّ لِیْ عِبَادًا سِوَی الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ لَایُطَّلِعُ عَلٰی اَحْوَالِھِمْ اَحَدٌ مِّنْ اَھْلِ الدُّنْیَا وَلَا اَحَدٌ مِنْ اَھْلِ الْاٰخِرَۃِ وَلَا اَحَدٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَلَا اَحَدٌ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَلَا مَالِکٌ وَلَا رِضْوَانٌ وَلَا جَعَلْتُھُمْ لِلْجَنَّۃِ وَلَا لِلنَّارِ وَلَا لِلثَّوَابِ وَلَا لِلْعِقَابِ وَلَا لِلْحُوْرِ وَلَا لِلْقُصُوْرِ وَلَا لِلْغِلْمَانِ فَطُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِھِمْ وَاِنْ لَمْ یَعْرِفْھُمْ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم ، انبیاء اور مرسلین کے علاوہ میرے ایسے بندے بھی ہیں کہ ان کے حالات سے کوئی اہل دنیا یا اہل آخرت یا اہل جنت یا اہل دوزخ نہ مالک نہ رضوان ہی واقف ہے ان کو نہ ہی جنت کے لیے اور نہ ہی دوزخ کے لیے نہ ثواب کے لیے نہ عذاب کے لیے نہ حُور نہ قصور کے لیے۔ نہ غلمان کے لیے ہی بنایا ہے پس اس کو خوشی (مبارک) ہو جو اُن پر یقین لایا اور ان کو پہچانا۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ وَاَنْتَ مِنْھُمْ وَمَنْ عَلَامَاتِھِمْ فِی الدُّنْیَا اَجْسَامُھُمْ مُحْتَرِقَۃٌ مِنْ قِلَّۃِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَنُفُوْسُھُمْ مُحْتَرِقَۃٌ عَنِ الشَّھْوَاتِ وَقُلُوْبُھُمْ مُحْتَرِقَۃٌ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَاَرْوَاحُھُمْ مُحْتَرِقَۃٌ عَنِ اللَّحَظَاتِ وَھُمْ اَصْحَابُ الْبَقَاءِ الْمُحْتَرِقِیْنَ بِنُوْرِ اللِّقَاءِ۔	پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم تو اُن سے ہے اور ان کی علامات دنیا میں یہ ہیں کہ ان کے جسم کھانے پینے کی کمی سے اور ان کے نفس خواہشاتِ نفسانی سے اور ان کے دل وساوس قلبی سے اور ان کے رُوح لذات جل چکے ہیں پس حیات ابدی ہیں جو دیدار کے نور سے جل چکے ہیں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اِذَا جَاءَکَ عَطْشَانٌ فِیْ یَوْمٍ شَدِیْدِ الْحَرِّ وَاَنْتَ صَاحِبُ الْمَآءِ الْبَارِدِ وَلَیْسَ لَکَ حَاجَۃٌ بِالْمَآءِ	پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم اگر سخت گرمی کے روز کوئی پیاسا تیرے پاس آئے اور تیرے پاس ٹھنڈا پانی موجود ہو اور تجھے ضرورت بھی اس کی نہ ہو۔ پس اگر تو اس سے پانی روک رکھے

فَلَوْ كُنْتَ تَمْنَعُهُ فَاَنْتَ اَبْخَلُ الْبَاخِلِيْنَ فَكَيْفَ اَمْنَعُهُمْ مِنْ رَحْمَتِيْ وَاَنَا سَجَلْتُ عَلٰى نَفْسِيْ بِاَنِّيْ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔	تو تو کنجوسوں سے سب سے زیادہ کنجوس ہے۔ پس میں کیسے اپنی رحمت سے ان کو روک رکھوں، جبکہ میں نے اپنے بارے میں لکھ دیا ہے (مُہر کر دیا ہے) کہ میں سب سے زیادہ رحیم ہوں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَا بَعُدَ عَنِّیْ اَحَذ مِنْ اَهْلِ الْمَعَاصِیْ وَمَا قُرْبَ اَحَذ مِنِّیْ مِنْ اَهْلِ الطَّاعَاتِ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم، گنہگاروں سے ایک بھی مجھ سے دُور نہیں اور نہ ہی پرہیز گاروں سے ایک بھی میرے قریب ہے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَوْ قَرُبَ مِنِّیْ اَحَذ لَكَانَ مِنْ اَهْلِ الْمَعَاصِیْ لِاَنَّهُمْ اَصْحَابُ الْعَجْزِ وَالنَّدَمِ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم، اگر کسی نے میرا قُرب حاصل کیا تو وہ گنہگاروں سے ہوگا اس لیے کہ وہ عاجزوں اور شرمساروں سے ہیں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ الْعَجْزِ مَنْبَعُ الْاَنْوَارِ وَالْعُجْبُ مَنْبَعُ الظُّلْمَةِ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم، عاجزی انوار کا خزانہ ہے اور تکبر اندھیروں کا سرچشمہ۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَهْلُ الْمَعَاصِیْ مَحْجُوْبُوْنَ لَمَعَاصِیْ وَاَهْلُ الطَّاعَاتِ مَحْجُوْبُوْنَ بِالطَّاعَاتِ وَلِیْ وَرَآءَهُمْ قَوْمْ اٰخَرُوْنَ لَیْسَ لَهُمْ غَمُّ الْمَعَاصِیْ وَلَا هَمُّ الطَّاعَاتِ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم گنہگار گناہوں کے باعث اور پرہیز گار طاعت وعبادات کی وجہ سے مجھ سے محجوب ہیں (دُور) اور میرے لیے ان کے علاوہ ایک اور قوم (گروہ) ہے جس کو نہ گناہوں کا غم ہے نہ عبادت وزہد کا فکر ہے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ بَشِّرِ الْمُذْنِبِیْنَ بِالْفَضْلِ وَالْكَرَمِ وَبَشِّرِ الْمُعْجِبِیْنَ بِالْعَدْلِ وَالنَّقَمِ۔	پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم گنہگاروں کو میرے فضل و کرم کی اور متکبروں کو عدل و انتقام کی خوش خبری سنادو۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَم ، اَھْلُ الطَّاعَةِ یَذْکُرُوْنَ النَّعِیْمِ وَاَھْلُ الْعِصْیَانِ یَذْکُرُوْنَ الرَّحِیْمِ۔	پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم نیکوکارو ، فرمانبردار نعمتوں کا ذکر کرتے ہیں اور گنہگار رحم کرنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَنَا قَرِیْبٌ اِلَی الْمَعَاصِیْ بَعْدَ مَا یَفْرُغُ مِنَ الْعِصْیَانِ وَاَنَا بَعِیْدٌ مِنَ الْمُطِیْعِ اِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّاعَاتِ۔	پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم میں گنہ گار کے نزدیک ہوجاتا ہوں جب وہ گناہوں سے فارغ ہوجاتا ہے اور اس تابعدار سے دُور ہوجاتا جو تابعداری چھوڑ دیتا ہے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ خَلَقْتُ الْعَوَامَ فَلَمْ یُطِیْقُوْا نُوْرَ بِھَائِیْ فَجَعَلْتُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَھُمْ حِجَابَ الظُّلْمَةِ وَخَلَقْتُ الْخَوَاصَ فَلَمْ یُطِیْقُوْا مُجَاوَرَتِیْ فَحَمَلْتُ الْاَنْوَارَ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ حِجَابًا۔	پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم میں نے عام لوگوں کو پیدا کیا۔ جب وہ میرے نور کی روشنی برداشت نہ کرسکے تو اپنے اور ان کے درمیان اندھیرے کا پردہ بنادیا۔ اور خاص لوگوں کو پیدا کیا۔ جب انھوں نے میری نزدیکی برداشت نہ کی تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان انوار کا پردہ بنادیا۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاَصْحَابِکَ مَنْ اَرَادَ مِنْھُمْ اَنْ یَصِلَ عَلَیَّ فَعَلَیْہِ بِالْخُرُوْجِ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ سِوَائِیْ۔	پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم اپنے دوستوں سے کہ دیں کہ تم میں سے جو کوئی مجھے ملنے کا ارادہ کرے۔ پس اس پر لازم ہے کہ میرے سوائے تمام کا خیال دل سے نکال دے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اُخْرُجْ عَنْ عُقْبَةِ الدُّنْیَا تَصِلُ بِالْاٰخِرَةِ وَاُخْرِجْ عَنْ عُقْبَةِ الْاٰخِرَةِ تُصِلُ اِلَیَّ۔	پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم ، دُنیا کی گھاٹی سے نکل ۔ آخرت سے پیوند ہوجا اور آخرت کی گھاٹی سے نکل کر میری طرف واصل ہوجا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اُخْرِجْ عَنِ الْاَجْسَامَ وَالنُّفُوْسِ ثُمَّ اُخْرِجْ عَنِ الْقُلُوْبِ وَالْاَرْوَاحِ ثُمَّ اُخْرِجْ مِنَ الْحُکْمِ وَالْاَمْرِ تُصِلُ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَارَبِّ اَیُّ صَلٰوۃٍ اَقْرَبُ اِلَیْکَ۔قَالَ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْھَا سَوَائِیْ وَالْمُصَلِّیْ عَنْھَاغَائِبٌ۔ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ صَوْمٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ، قَالَ الصَّوْمِ الَّذِیْ لَیْسَ سِوَائِیْ وَالصَّائِمُ عَنْہُ غَائِبٌ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ عَمَلٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ قَالَ الْعَمَلُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ سِوَائِیْ مِنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ وَصَاحِبُہٗ عَنْہُ غَائِبٌ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ بُکَاءٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ قَالَ بُکَاءُ الضَّاحِکِیْنَ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ ضَحِکٍ عِنْدَکَ اَفْضَلُ۔ قَالَ فَحِکَ الْبَاکِیْنَ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ تَوْبَۃٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ، قَالَ تَوْبَۃِ الْمَعْصُوْمِیْنَ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ عِصْمَۃٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ، قَالَ عِصْمَۃِ التَّائِبِیْنَ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم ،جسموں اور نفسوں سے پھر دل اور روحوں سے پھر حکم اور امر سے نکل کر مجھ سے واصل ہوجاؤ۔ پس میں نے عرض کیا، اے رب العالمین! کونسی نماز ترے نزدیک لاتی ہے۔فرمایا وہ نماز جس میں میرے سوائے اور کچھ نہ ہو اور نماز ادا کرنے والا اس میں خود بھی غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کونسا روزہ تیرے نزدیک افضل ہے۔فرمایا وہ کہ جس میں میرے سوائے کچھ نہ ہو اور روزہ دار اس میں خود بھی غائب ہو۔پھر میں نے عرض کیا،کونسا عمل تیرے نزدیک افضل ہے۔فرمایا وہ عمل جس میں میرے سوائے بہشت اور دوزخ سے بھی کچھ نہ ہو اور صاحبِ عمل خود بھی اس میں غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا،کونسا رونا تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا ہنسنے والوں کا رونا۔ پھر میں نے عرض کیا۔کونسا ہنسنا تیرے نزدیک افضل ہے،فرمایا رونے والوں کا ہنسنا ۔پھر میں نے عرض کیا کونسی توبہ تیرے نزدیک افضل ہے ۔فرمایا پاکوں کی توبہ۔پھر میں نے عرض کیا ۔کون سی پاکیزگی تیرے نزدیک افضل ہے،فرمایا توبہ کرنے والوں کی پاکیزگی۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَیْسَ لِصَاحِبِ الْعِلْمِ عِنْدِیْ سَبِیْلٌ اِلَّا بَعْدَ اِنْکَارِہٖ لِاَنَّہٗ لَوْ تَرَکَ الْعِلْمَ عِنْدَہٗ صَارَ شَیْطَانًا۔ قَالَ الْغَوْثُ رَأَیْتُ عَزَّ سُلْطَانُہٗ فَسَأَلْتُہٗ یَا رَبِّ مَامَعْنیَ الْعِشْقِ قَالَ الْعِشْقُ حِجَابٌ بَیْنَ الْعَاشِقِ وَالْمَعْشُوْقِ۔	پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم، صاحب علم کا میرے نزدیک کوئی راستہ نہیں مگر جب اس سے (علم سے) انکار کر جائے۔ غوث اعظم نے فرمایا، میں نے دیکھا اللہ جل شانہٗ کو، پس سوال کیا آپ سے، یارب! عشق کے کیا معنی ہیں۔ فرمایا عشق بھی عاشق اور معشوق کے درمیان ایک پردہ ہے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اِذَا اَرَدْتَ التَّوْبَۃَ فَعَلَیْکَ بِاِخْرَاجِ ھَمِّ الذَّنْبِ عَنِ النَّفْسِ ثُمَّ بِاِخْرَاجِ الْخَطَرَاتِ عَنِ الْقَلْبِ تَصِلُ اِلَیَّ وَاِلَّا فَاَنْتَ مِنَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ۔	پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم، جب تو توبہ کا ارادہ کرے، پس تمہیں چاہیے کہ گناہوں کا خوف وغم وجود سے نکال دے۔ پھر وسوسوں کو دل سے نکال کر مجھ سے واصل ہوجا۔ ورنہ تو ٹھٹھا کرنے والوں میں سے ہوگا۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَدْخُلَ حَرَمِیْ فَلَا تَلْتَفِتْ بِالْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ وَلَا بِالْجَبَرُوْتِ لِاَنَّ الْمُلْکَ شَیْطَانُ الْعَالِمِ وَالْمَلَکُوْتِ شَیْطَانُ الْعَارِفِ وَالْجَبَرُوْتُ شَیْطَانُ الْوَاقِفِ فَمَنْ رَضِیَ بِوَاحِدٍ مِنْھَا فَھُوَ عِنْدِیْ مِنَ الْمَطْرُوْدِیْنَ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم، جب تو میرے گھر میں داخل ہونے کا ارادہ کرے۔ تو تُو ہرگز مُلک اور مَلکوت اور جبروت کی طرف متوجہ نہ ہو۔ کیونکہ عالم شہود (ظاہری) مخلوقات کا شیطان ہے اور عالم ملکوت عارفوں کا شیطان ہے اور عالم احدیث واقفوں کا شیطان ہے۔ پس جو کوئی ان میں سے کسی ایک پر بھی راضی ہوگیا۔ وہ میرے نزدیک دُور ہونے والوں سے ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَلْمُجَاهِدَةُ بَحْرٌ مِنْ مُشَاهِدَةٍ وَحِیْتَانُهُ الْوَاقِفُوْنَ فَمَنْ اَرَادَ الدَّخُوْلَ فِیْ بَحْرِ الْمُشَاهِدَةِ فَعَلَیْهِ بِاخْتِیَارِ الْمُجَاهِدَةِ لِاَنَّ الْمُجَاهِدَةَ بَذْرُ الْمُشَاهِدَةِ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث اعظم، مجاہدہ مشاہدے کا پاک سمندر ہے اور واقف کار اس کی مچھلیاں ہیں۔ پس جو کوئی مشاہدہ کے سمندر میں داخل ہونے کا ارادہ کرے۔ اس پر لازم ہے کہ مجاہدہ اختیار کرے۔ کیونکہ مجاہدہ مشاہدہ کا بیج ہے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَابُدَّ لِلطَّالِبِیْنَ مِنَ الْمُجَاهِدَةِ۔ کَمَا لَابُدَّلَهُمْ مِنِّیْ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم، طالبان حق کے لیے مجاہدہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں جیسا کہ ان کو میرے سوائے کوئی چارہ نہیں۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اِنَّ اَحَبَّ الْعِبَادِ اِلَیَّ عَبْدِی الَّذِیْ کَانَ لَهُ وَالِدٌ وَ وَلَدٌ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ مِنْهُمَا بِحَیْثُ لَوْ مَاتَ لَهُ الْوَالِدُ فَلَا یَکُوْنُ لَهُ حُزْنٌ بِمَوْتِالْوَالِدِوَلَوْ مَاتَ لَهُ الْوَلَدُ فَلَایَکُوْنُ لَهُ هَمَّ الْوَلَدِ فَاِذَا بَلَغَ الْعَبْدُ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَهُوَ عِنْدِیْ بِلَاوَالِدٍ وَلَا وَلَدٍ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَهُ کُفُوًا اَحَدٌ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم تحقیق بندوں کی محبت میرے ساتھ بندہ کی اس طرح ہونی چاہیے۔ جس کا باپ بھی موجود ہو اور بیٹا بھی اور دل اس کا ہر دو سے فارغ ہو اس حیثیت سے کہ اگر اس کا باپ مرجاوے تو اس کو باپ کی وفات پر کوئی غم محسوس نہ ہو اور اگر بیٹا فوت ہوجائے تو بھی بیٹے کے مرنے کا غم لاحق نہ ہو۔ پس جب بندہ اس منزل پر چڑھ جائے تو وہ میرے نزدیک بلا باپ اور بیٹے کے ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہ ہو۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَنْ یَذُقْ فَنَاءَ الْوَالِدِ بِمُحَبَّتِیْ وَفَنَاءَ الْوَلَدِبِمَوَدَّتِیْ لَمْ یَجِدْ لَذَّةَ الْوَحْدَانِیَةِ وَالْفَرْدَانِیَّةِ۔	پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم، جس نے میری محبت کے ہوتے باپ کے مرنے کو اور میری دوستی کے ہوتے بیٹے کے مرنے کو محسوس کیا، اس نے واحدانیت اور فردانیت کی لذّت نہ پائی۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَیَّ فِیْ مَحَلٍّ فَاخْتَرْ قَلْبًا فَارِغًا عَنْ سِوَائِیْ۔ فَقُلْتُ یَارَبِّ مَاعِلْمُ الْعِلْمِ قَالَ عِلْمُ الْعِلْمِ هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم جب تو کسی محل میں میری طرف دیکھنے کا ارادہ کرے۔ پس تو دل کو میرے غیر سے فارغ کردے۔ پھر میں نے عرض کیا۔ علم العلم کیا ہے۔ ذیل علموں کا علم تمام علموں سے لاعلمی ہے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ طُوْبٰی لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهٗ اِلَی الْمُجَاهَدَةِ وَوَیْلٌ لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهٗ اِلَی الشَّهْوَاتِ۔	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم، اس آدمی کو بشارت ہو جس کا دل مجاہدہ کی طرف مائل ہو اور اس شخص پر افسوس ہے جس کا دل خواہشاتِ نفسانیہ کی طرف مائل ہو۔
قَالَ الْغَوْثُ سَأَلْتُ لِرَبِّ تَعَالٰی عَنِ الْمِعْرَاجِ قَالَ هُوَ الْعُرُوْجُ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ سِوَائِیْ وَکَمَالُ الْمِعْرَاجِ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی۔	غوث الاعظم نے فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ سے معراج کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا کہ وہ میرے سوائے تمام چیزوں سے بلند ہو جانا ہے، اور معراج کا کمال ''نہ آنکھ جھپکی اور نہ بہکی'' کا مصداق ہونا ہے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا مِعْرَاجَ لَهٗ عِنْدِیْ	پھر مجھے فرمایا، یاغوث الاعظم میرے نزدیک وہ نماز نہیں ہے جس میں معراج نہیں ہے۔
ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ اَلْمَحْرُوْمُ عَنِ الصَّلٰوةِ هُوَ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الْمِعْرَاجِ عِنْدِیْ	پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم جو نماز سے محروم ہے وہ میرے نزدیک معراج سے بھی محروم ہے۔

اِلٰی هُنَا تَمَّتِ الْغَوْثِیَّةُ وَتُسَمّٰی الْمِعْرَاجِیَّةُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَزَّ سُلْطَانُهٗ

منقبت

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

زمین کیا آسماں بھر میں ہے چرچا غوثِ اعظم کا
لگائیں کان جس جانب ہے شہرہ غوثِ اعظم کا

کمالات ولایت میں شہِ بغداد لاثانی
بلندی پر رہا پرچم ہمیشہ غوثِ اعظم کا

کرامات و تصرف میں عجب قدرت ملی ان کو
ہر اک انداز ہے بے شک نرالا غوثِ اعظم کا

طریقت میں اگر اپنی کبھی پرواز رک جائے
وظیفہ ہم کیا کرتے ہیں بس یاغوثِ اعظم کا

ہوئے ظاہر مگر پھر چھپ گئے پہلے سبھی سورج
رہے گا تا ابد سورج چمکتا غوثِ اعظم کا

قدم اُس پیر پیراں کا ولی گردن پہ رکھتے ہیں
ہے بوسہ گاہ اہل عشق تلوا غوثِ اعظم کا

فرشتے جن و انساں سب عقیدت مند ہیں ان کے
خدا ہی جانتا ہے کیا ہے رتبہ غوثِ اعظم کا

اگرچہ سلسلہ شہزاد میرا نقشبندی ہے
دل و جاں سے ہوں لیکن نام لیوا غوثِ اعظم کا

نگارش: علامہ شہزاد مجددی

For More Books Click
On Ghulam Safdar
Muhammadi Saifi

قادری رُباعی

اے عاشق مستانۂ عبدالقادر
مے نوش ز پیمانۂ عبدالقادر
احوال تو فرزانگی آموز جہاں باد
اے دل شدی دیوانۂ عبدالقادر

ترجمہ: اے شاہِ جیلاں کے مستانے عاشق!
میراں کے پیمانے سے مے پی لے
اب تیری مستی احوال اہل جہاں کو فرزانگی سکھائے گی۔
اے دل تو عبدالقادر جیلانی کا دیوانہ بن گیا ہے۔

دار الاخلاص لاہور